قرآنی نظامِ ربوبیت کا پیامبر

ہفتہ وار طلوعِ اسلام کراچی

جلد نمبر ۸
شمارہ ۴۴

کراچی: ہفتہ ۔ ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء

قیمت چھ آنہ
سالانہ پندرہ روپے

قرآن نے کیا کہا؟

قرآن نے نوع انسانی کی وحدت کے اصل الاصول کو مختلف گوشوں سے سمجھایا ہے ۔ اسی ضمن میں وہ کہتا ہے کہ اگر کسی نے ایک جان کو بھی ناحق ضائع کر دیا تو یہ نہ سمجھو کہ اس نے صرف ایک متنفس کو مار دیا ۔ یہ سمجھو کہ اس نے پوری کی پوری نوع انسانی کو ہلاک کر دیا ۔ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکا نما قتل الناس جمیعا (۵/۳۲) ۔ اسی طرح جس نے کسی ایک شخص کی زندگی کا سامان بہم پہنچا دیا تو اس کے متعلق یوں سمجھو گویا اس نے تمام نوع انسانی کو زندگی عطا کر دی ۔ ومن احیاھا فکا نما احیا الناس جمیعا (۵/۳۲) ۔ لہذہ نظام ربوبیت کے جنتی معاشرے کے قیام کے لئے (جسے قرآن نے اونچی گھاٹی پر چڑھنے سے تعبیر کیا ہے) یہ ضروری ہے کہ انسان کے دل میں اس حقیقت کا یقین پیدا کیا جائے کہ تمام نوع انسانی فرد واحد کی طرح ہے ۔ اس لئے خدا کی ربوبیت عامہ میں تمام انسانوں کا حصہ برابر ہے ۔ یہی وہ ایمان ہے جس سے نوع انسانی ایک امت بن سکتی ہے ۔ ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون (۲۳/۵۲) ۔ نوع انسانی کا شیرازہ خدا کی ربوبیت کبریٰ کے ایمان سے بندھتا ہے ۔

طلوعِ اسلام کا مسلک اور مقصد

ہمارا مسلک یہ ہے کہ

۱ تنہا انسانی عقل زندگی کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی نہیں ۔ عقل انسانی کیلئے اسی طرح وحی کی راہنمائی ضروری ہے جس طرح آنکھ کو خارجی روشنی کی ۔

۲ یہ وحی اپنی آخری اور مکمل شکل میں قرآن کریم میں محفوظ ہے ۔ اس لئے نوع انسانی اب قرآن کے بغیر اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی ۔

۳ ہمارے ہاں دین کا معیار قرآن ہے ۔ جو بات قرآن کے خلاف ہو وہ کسی کی طرف منسوب کیوں نہ ہو غلط ہے ۔

۴ حضور نبی اکرم نے انسانیت کو ... نظام پر قائم کیا ... ہماری تاریخ ... حضور کی سیرت ... قرآن کریم ہے ۔

۵ قرآن کی رو سے دنیا میں بسنے والے تمام انسان ایک عالمگیر برادری کے افراد ہیں ۔ اس برادری کے قیام کی عملی شکل یہ ہے کہ تمام دنیا ایک نظام کے مطابق زندگی بسر کرے ۔

۶ اس عالمگیر نظام زندگی کی تشکیل کی صورت یہ ہے کہ ہر زمانے کے انسان اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآن کے غیر متبدل اصولوں کی روشنی میں اپنی مشاورت سے جزئی قوانین خود مرتب کریں ۔ (انہیں قانون شریعت کہا جاتا ہے) یہ جزئی قوانین حالات کی تبدیلی سے بدلتے رہیں گے لیکن قرآن کے اصول ہمیشہ غیر متبدل رہیں گے ۔

۷ اس نظام کی رو سے قرآن ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جس میں تمام افراد کی مضمر صلاحیتوں کی کامل نشوونما ہو جاتی ہے اور کوئی فرد معاشرہ اپنی ضروریات زندگی سے محروم نہیں رہتا ۔ اسے ربوبیت عالمین تمام نوع انسانی کی پرورش سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

۸ ربوبیت عامہ کے اس عظیم کے حصول کے لئے قرآن کی رو سے ضروری ہے کہ رزق کے سرچشمے افراد کی ملکیت کے بجائے معاشرے کی تحویل میں رہیں تاکہ رزق کی تقسیم ہر ایک کی ضرورت کے لحاظ سے ہو سکے اور اس طرح کوئی انسان دوسرے انسان کا محتاج نہ رہے ۔ اسے قرآنی نظام ربوبیت کہا جاتا ہے ۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ

پاکستان میں اور اس کے بعد ساری دنیا میں قرآنی نظام ربوبیت قائم ہو جائے تاکہ صفات خداوندی کی روشنی میں ہر انسان کی خوابیدہ صلاحیتیں کامل نشوونما پا سکیں اور طلوع سحر لئے پرورش دینے والے کے نور سے جگمگا اٹھے ۔

اگر آپ طلوعِ اسلام کے اس مسلک اور مقصد سے متفق ہیں تو اس پیغام کو عام کرنے میں طلوعِ اسلام کا ساتھ دیجئے

اس شمارے میں

★ دستور سازی کی راہ میں کون حائل ہے ؟ ★ طلوع اسلام کا مستقبل ★ صنعتی ترقیاں ★ ہندوستان اور الجیریا ★ بغداد کونسل
★ مجلس اقبال ★ عورت کا قرآن ★ اسلام کی سرگزشت ★ درس بخاری ★ حقائق و عبر
★ باب المراسلات ★ بزم طلوع اسلام ★ اندرون ہند ★ عالم اسلامی

Points for the Pakistan Constitution.

(1) Pakistan's Constitution shall be based on the Quran which is, without exception, accepted by every Muslim as the final authority in all matters, and ensures human dignity for each and every member of the State without distinction of caste, creed or colour. The Quran gives the basic principles of life which admit of no change and consitute permanent values. Within the four-walls of these principles, the Quran allows the Islamic State to frame its own laws to suit the requirements of the time. The principles remain immute, but the laws change from time to time. This harmonious blending of "permanence & change" gives Islamic Constitution.

(2) It shall recognise neither Theocracy nor priesthood, but shall place all individuals on equal footing, allowing none to command the other and subjecting all to one law. It will encourage the spirit of democracy allowing it free play within the boundaries laid down by the Quran.

(3) It shall ensure free and full development of human personality and see that no one remains unprovided with the basic necessities of life, namely food, clothing, shelter, etc.

(4) It shall provide that all means of production shall be entrusted to the State to ensure equitable distribution.

(5) It shall direct that education for all shall not only be informative but capable of so moulding the child that he will have beauty of character, breadth of vision, respect for law, sense of personal responsibility, unity of **Millat,** love of humanity and faith in the universal laws of God and in the effect of human actions. Such education alone can reclaim the people from baseness, blackmarketing, exploitation, prostitution and similar other social evils.

(6) It shall guarantee non-Muslims in the State complete protection of life, honour, property, religion, places of worship and human rights and absolute justice for friend and foe alike.

(7) It shall direct all efforts—individual as well as collective—towards the higher and nobler goal of inculcating in man respect for mankind and attaining a unified brotherhood of man which will be above race, nationality, colour or language. This human unification, which can be found not in blood or bones but in the mind of man, can be achieved only through the universal Social Order prescribed by the Quran which is an absolute guidance for the entire humanity.

(8) It will prepare the people to defend Right anywhere and everywhere even at the cost of one's life.

قرآنی نظامِ ربوبیت کا پیامبر

ہفت روزہ

طلوعِ اسلام

جلد ۸ | ہفتہ ۔۔۔۔۔ ۳ر دسمبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۴۴

دستور سازی کی راہ میں کون حائل ہے؟

جس عجیب العقول طریقہ سے پاکستان وجود میں آیا تھا، جس طرح تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، اسی طرح، اس کے دستور کی تدوین کے سلسلہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، تاریخ میں اس کی مثال بھی کہیں نہیں مل سکے گی۔ کیا یہ چیز کم تحیر انگیز ہے کہ کسی مملکت کے قیام کو آٹھ برس ہو چکے ہوں اور وہ اپنا آئین بھی مرتب نہ کر پائے؟ مرتب کرنا تو ایک طرف، یہ بھی متعین نہ ہو سکے کہ اس کا قالب کیا ہوگا اور منتہائے نگاہ کیا؟ دن مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدلتے گئے اور بدلتے جا رہے ہیں لیکن گرداب میں پھنسی ہوئی لکڑی کی طرح، ہمارے دستور کی کشتی ایک ہی مقام پر چکر لگائے جا رہی ہے۔ مختلف پارٹیاں ایک دوسرے کو مورد الزام قرار دیتی ہیں کہ وہی اس تاخیر کی ذمہ دار ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اس تاخیر کی اصل وجہ کیا ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے؟

اس تاخیر کا بنیادی سبب یہ ہے کہ بعض خصوصی مصالح کی بنا پر، یہاں ایک ایسا سلوگن رائج کر دیا گیا ہے جس کا مفہوم کسی نے متعین نہیں کیا۔ عام طور پر "سلوگن" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے ایک متعین پروگرام ہے جس کی تفاصیل طول طویل ہیں۔ چونکہ یہ مشکل ہوتا ہے کہ آپ ہر بار اور ہر مقام پر اس پروگرام اور اس کی تفاصیل کو دہراتے رہیں، اس لئے دو چار مختصر الفاظ ایسے وضع کر لئے (یا چن لئے) جاتے ہیں جو آپ کے مفہوم کو فوراً سامنے لے آئیں۔ ان الفاظ کو "سلوگن" کہتے ہیں۔ لیکن آپ سوچئے کہ اگر کہیں ایسا ہو کہ آپ کے سامنے نہ کوئی مرتب پروگرام ہو اور نہ اس کی متعین تفاصیل، لیکن آپ ایک "سلوگن" تجویز کر لیں، تو جس وقت اس سلوگن کی تفصیلی تشریح کا موقع آئیگا آپ کے سامنے گوناگوں الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ بعینہٖ یہی کچھ دستور پاکستان کی تدوین کے سلسلہ میں ہو رہا ہے۔ یہاں "اسلامی دستور" کا سلوگن رائج کیا گیا بغیر اس چیز کے متعین کئے کہ اسلامی دستور کہتے کسے ہیں؟ اس کا مقصود و منتہا کیا ہوتا ہے؟ اور تفاصیل و جزئیات کیا؟ یہ مملکت کو کس قالب میں ڈھالتا اور کس منزل کی طرف لیجاتا ہے؟ چونکہ "اسلامی دستور" کا مفہوم اور مقصود متعین کئے بغیر اس سلوگن کو عام کر دیا گیا، اس لئے اول تو اس کی عملی تعبیر کا متعین نقشہ کسی کے ذہن میں نہیں آتا۔ اور اگر کوئی اس کا دھندلا سا خاکہ پیش کرتا ہے تو وہ دوسروں کے ذہنی خاکوں سے مختلف ہوتا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ کہ ساری فضا پریشانئ فکر و نظر کی عبرت انگیز تماشہ گاہ بن گئی ہے اور اس تشتت و انتشار میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اگر آپ بغور دیکھیں تو آپ کو ملک میں چند گروہ نظر آئیں گے جن کا، اسلامی دستور کے مبہم تصور کے متعلق، ردعمل ایک دوسرے سے جداگانہ اور مختلف ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس نے سمجھ رکھا ہے کہ اسلامی دستور کے نفاذ کا عملی مفہوم فقط یہ ہوگا کہ شراب خوری، قماربازی، جنسی بدعنوانیاں، رقص و سرود کی فحاشیاں، کلب بازیاں، سب قانوناً جرم قرار پا جائیں گی۔ اور چونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے یہ عادتیں نہیں چھوٹ سکیں گی اس لئے وہ اس قسم کے دستور کے نفاذ سے ڈرتے اور گھبراتے ہیں۔ ان کے سامنے اسلامی دستور کا کوئی مثبت پہلو نہیں ہے، (اس لئے کہ مثبت پہلو ان کے سامنے رکھا ہی نہیں گیا)۔ وہ لوگ جن میں اس قسم کے عیوب نہیں (اتفاقاً یا ارادۃً) وہ عام طور پر سمجھتے ہیں کہ اسلامی دستور کے تدوین کے راستے میں یہ طبقہ سنگ گراں بن کر حائل ہے۔ اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ اسلامی معاشرہ میں یہ (اور اس قسم کی اور فحاشیاں اور بدعنوانیاں) قانونی جرم ہوں گی اور جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ان عادات کو چھوڑ نہیں سکیں گے، ان کی گھبراہٹ قابل فہم ہے۔ لیکن نہ تو ان کا یہ خیال درست ہے کہ اسلامی دستور صرف انہی امور تک محدود ہے اور ان کا نفاذ "چنگیز خانی" انداز سے ہوگا۔ اور نہ ہی ان کے فریق مقابل کا یہ خیال صحیح کہ اسلامی دستور کی تدوین (و نفاذ) کے راستے میں یہی طبقہ روک بن کر بیٹھا ہے۔ ہمارے نزدیک، اس طبقہ کے افراد کی تعداد اتنی زیادہ نہیں کہ انہیں اس راستے کا سنگ گراں تصور کر لیا جائے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس میں یہ عیوب و اسقام نہیں (یا انہوں نے زیادہ شدت و گہرائی اختیار نہیں کی) اور وہ دل سے چاہتا ہے کہ پاکستان اسلامی تصورات کی آماجگاہ بن جائے۔ لیکن ان کے سامنے شرعی نظام مملکت کا جو نقشہ پیش کیا جاتا ہے اس کی روشنی میں وہ نہایت دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے نظام کے ساتھ اقوام عالم میں کوئی امتیازی مقام حاصل کرنا تو ایک طرف، ہم دیگر ممالک کے دوش بدوش بھی نہیں چل سکیں گے (اس لئے وہ دل سے چاہنے کے باوجود) اس نظام کے قیام سے گھبراتے اور ڈرتے ہیں۔ مثلاً وہ جب شرعی نظام کے حامیوں سے سنتے ہیں کہ اس نظام کی رو سے، میدان جنگ میں گرفتار شدہ قیدیوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا جائے گا جنہیں اپنے استعمال میں بھی لایا جائے گا اور اس کے بعد جب جی چاہے فروخت بھی کیا جا سکے گا، تو اس تصور سے ان کی روح کانپتی ہے کہ ایسے نظام کو لے کر ہم اقوام عالم کے سامنے کس طرح جا سکیں گے؟ ان کے یہ خدشات بالکل بجا اور ان کے خطرات یکسر درست ہیں۔ لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے از خود معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ اسلامی نظام کسے کہتے ہیں اور اس قسم کے قوانین (جن کی ایک مثال اوپر دی گئی ہے) فی الواقعہ اس نظام کے اجزاء ہیں یا اس کے خلاف "مقدس اتہام تراشی" ہے۔ اس طبقہ کی تعداد کافی ہے۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اسلامی نظام کا دامن اس قسم کی تہمتوں سے پاک ہے لیکن (اس پروپیگنڈا کے پیش نظر جس کا ذکر ذرا آگے چل کر کیا جائے گا) وہ ان خیالات کے اعلان کی جرأت نہیں پاتے۔

اب مذہب پرست طبقہ کی طرف آیئے۔ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو اسلامی نظام کے متعلق (کم علمی یا جہالت کی بنا پر) اتنا ہی جانتا ہے کہ اس میں چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، زانی کو سنگسار کیا جائے گا۔ یا ڈاڑھی منڈانے والوں اور ٹخنوں سے نیچے تک پاجامہ پہننے والوں کو دُرّوں سے پیٹا جائے گا۔ یہ گروہ کثیر تعداد میں ہے اور عوام پر مشتمل۔ انہی عوام میں وہ تمام "علماء" (مولوی صاحبان) بھی شامل ہیں جن کا، دین کے متعلق، مبلغ علم اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔ نیز وہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی جو اپنی افتادِ طبع یا ذہنی تربیت کی رو سے عقیدہ مند واقع ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے کالجوں کے راستے دفتروں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ ہے وہ گروہ، جسے سیاسی مفاد پرست طبقہ، مذہب کے نقاب میں، بری طرح استعمال (EXPLOIT) کر رہا ہے۔ یہ طبقہ جماعت اسلامی کے نام سے متعارف ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس جماعت کے متعلق ہمیں اس شدت اور تکرار سے لکھنا پڑتا ہے، لیکن اس کے لئے ہم معذور اور مجبور ہیں۔ ہماری مجبوری وہی ہے جس کی طرف سعدیؒ نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے کہ

دگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

جو احباب طلوع اسلام کا مطالعہ اس کے پہلے دور (تحریک پاکستان کے دوران میں) کرتے رہے ہیں، ان پر یہ حقیقت واضح ہے کہ اس زمانے میں طلوع اسلام نیشنلسٹ علماء کے خلاف کس شدت اور تکرار سے لکھا کرتا تھا۔ اس شدت و تکرار سے کہ

گویا اس کے سامنے، اس کے سوا کوئی اور موضوع ہی نہیں تھا۔ حتیٰ کہ بعض احباب اسی بنا پر طلوع اسلام سے ناراض بھی ہو گئے تھے اور اسے یہ طعن دیا کرتے تھے کہ "ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی" اس کے اعصاب پر سوار ہو گئے ہیں۔ لیکن آج وہی احباب اس کے معترف ہیں کہ اگر طلوع اسلام اس زمانے میں یہ کچھ نہ کرتا تو معلوم آج ہماری حالت کیا ہوتی! طلوع اسلام کے نزدیک، پاکستان میں جماعت اسلامی، ہندوستان کے نیشنلسٹ علماء سے کہیں زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہے اور طلوع اسلام کا اس جماعت کے خلاف اس شدت و تکرار سے لکھنا اس غرض سے ہے کہ لوگ اس عظیم خطرہ سے آگاہ ہو جائیں۔ ایک مثال کی رُو سے آپ یوں سمجھئے کہ (خدا نکردہ) آپ کے بچے کی انگلی میں ایسا ناسور ہو جائے جس کا زہر آگے بڑھتا جا رہا ہو۔ آپ ہر صبح اٹھ کر، اس بچے کی پٹی کھولیں۔ زخم کو دھوئیں۔ نیا مرہم لگائیں۔ پھر پٹی بدلیں۔ بچہ اس دوران میں تکلیف سے روئے اور چیخے۔ اگر آپ کا ہمسایہ لوگوں سے شکایت کرے کہ صاحب! اس شخص کو دیکھئے۔ اسے دنیا میں اور کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ایک دن نہیں۔ دو دن نہیں۔ مہینہ بھر ہو گیا۔ ہر روز صبح معصوم بچے کو ذبح کرنا شروع کر دیتا ہے، تو فرمائیے کہ آپ اس شکایت کا کیا جواب دیں گے؟ کیا آپ بچے کی پٹی بدلنا بند کر دیں گے اور ناسور کو بڑھتا جانے دیں گے؟ بس یہی کیفیت ہماری سمجھئے۔ ہم اس ناسور کو اس قدر زہریلا سمجھتے ہیں کہ اگر اس کے علاج میں ذرا سی بھی کوتاہی برتی گئی تو ہمیں خطرہ ہے کہ جسد ملت تیزی سے زہر آلود ہو جائے گا۔ یہ وجہ ہے کہ ہم اس جماعت کے خلاف، اس شدت و تکرار سے لکھنے پر مجبور ہیں۔ طلوع اسلام کی کوئی پارٹی نہیں۔ اس کے کوئی سیاسی عزائم و مقاصد نہیں۔ اس لئے یہ جماعت (یا کوئی اور پارٹی) اس کی حریف بن ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا اس جماعت کی مخالفت میں طلوع اسلام کا کوئی ذاتی مفاد مضمر نہیں۔ پہلے، پاکستان کا حصول طلوع اسلام کا مقصود زندگی تھا۔ اس لئے طلوع اسلام کے لئے ہر اس عنصر کی مخالفت لازمی تھی جو پاکستان کے حصول میں حائل ہو۔ اب، پاکستان کا استحکام اور اس میں قرآنی معاشرہ کی تشکیل، اس کا نصب العین حیات ہے۔ اس لئے ہر اس گروہ کی مخالفت، جو اس راہ میں حائل ہو، اس کا فریضۂ زندگی ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ اس جماعت کے سامنے ایک ہی مقصد ہے۔ اور وہ یہ کہ یا تو یہاں کی حکومت ان کے ہاتھ میں آ جائے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر پاکستان رہے یا جائے، انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔ یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے یہ جماعت "اسلامی دستور" کا سلوگن لے کر اٹھی ہے اور اس کے لئے اس گروہ کو (EXPLOIT) کر رہی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

اس جماعت نے "اسلامی دستور" کے سلوگن کو قصداً مبہم رکھا ہے۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ ملک میں کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو "کتاب و سنت" کے خلاف ہو۔ اس سے بار بار پوچھا گیا کہ وہ کم از کم اتنا ہی بتا دے کہ "سنت" سے اس کی مراد کیا ہے اور وہ کس کتاب میں ملے گی لیکن اس نے اس کا جواب کبھی نہیں دیا (نہ ہی دے گی)۔ جب کسی نے اس پر زیادہ زور دیا تو اس کے جواب میں کہہ دیا کہ "یہ سوالات ان لوگوں کی طرف سے اٹھائے جا رہے ہیں جو فتنۂ انکار حدیث برپا کر رہے ہیں اور یہ کچھ حکومت کے ایما سے ہو رہا ہے۔" حالانکہ بات بالکل صاف ہے کہ سوال کسی کی طرف سے، اور کسی کے ایما سے ہو رہا ہو۔ آپ اس کا جواب دیجئے لیکن وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔ اب آپ دیکھئے کہ اس انداز سے یہ لوگ حکومت کو کس طرح اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔

اگر دستور میں یہ شق شامل ہو کہ کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا کہ "جو کتاب و سنت" کے خلاف ہو۔ اور یہ کہیں مذکور نہ ہو کہ "سنت" کس کتاب میں ملے گی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت یا مقننہ کو مستقل طور پر ایک "مجلس علماء" اپنے ساتھ رکھنی پڑے گی جس سے ہر معاملہ کے متعلق دریافت کیا جائے کہ وہ "کتاب و سنت" کے خلاف تو نہیں۔ جس بات کے متعلق یہ گروہ علماء کہہ دے کہ وہ "کتاب و سنت" کے خلاف ہے، وہ کبھی منظور نہیں ہو سکے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ملک میں قانون سازی کا آخری اختیار ان علماء کے ہاتھ میں ہوگا جن کے فیصلوں کے خلاف کہیں اپیل تک نہیں ہو سکے گی۔ قانون سازی سے آگے بڑھئے تو عدالت کا معاملہ سامنے آتا ہے۔ چونکہ عدالتوں میں بھی کوئی فیصلہ ایسا نہیں ہو سکے گا جو "کتاب و سنت" کے خلاف ہو، اس لئے وہاں بھی یا تو جج خود یہی علماء ہوں گے یا ججوں کے ساتھ ان کا جوڑ ہوگا جن کی تصویب کے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہیں ہو سکا کرے گا۔ اور آگے بڑھئے۔ چونکہ معاملات کے علاوہ عقائد کے متعلق بھی یہی قانون ہوگا کہ وہ "کتاب و سنت" کے خلاف نہ ہوں، اس لئے ہر شخص کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کے پاس ان علماء کا سارٹیفکیٹ ہو کہ اس کے عقائد "کتاب و سنت" کے خلاف نہیں۔ جس کے عقائد اس کے مطابق نہیں ہوں گے وہ مرتد قرار پا جائے گا اور مرتد کی سزا ان کے فیصلہ کی رُو سے قتل ہے۔ اس مقصد کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ بچوں کی تعلیم بھی انہی علماء کے منشاء کے مطابق ہو تاکہ ان کے عقائد و تصورات "کتاب و سنت" کے خلاف نہ ہوں۔ علاوہ بریں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا شعبہ بھی انہی کی تحویل میں رہے گا جو زندگی کے ہر گوشے کو محیط ہوگا۔ زکوٰۃ، صدقات، اوقاف وغیرہ کی آمدنی بھی انہی کے تصرف میں ہوگی۔ وقس علیٰ ھذا۔

ان اشارات سے آپ سوچئے کہ دستور پاکستان میں "کتاب و سنت" کی مبہم شق، کس طرح پورے اقتدار کو جماعت اسلامی کے ہاتھوں میں دے دیتی ہے (اس لئے کہ مذہب پرست طبقہ میں یہی جماعت منظم طور پر پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ اگر مجلس دستور ساز نے ان کے مطالبہ "کتاب و سنت" کو تسلیم کر لیا تو حکومت مجبور ہو جائے گی کہ اس کی تعبیر کے لئے اسی جماعت کی طرف رجوع کرے۔ باقی علماء کو بھی اسی جماعت کا دست نگر ہونا پڑے گا۔) اگر "کتاب و سنت" میں کتاب (قرآن) کی طرح، سنت کی جگہ بھی کسی کتاب کا نام لکھ دیا جائے تو اس سے اس جماعت کی ساری اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر دستور میں لکھ دیا جائے کہ ملک کا کوئی قانون، قرآن کریم اور صحیح بخاری کے خلاف نہیں ہوگا تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ فلاں معاملہ ان دو کتابوں کے خلاف ہے یا نہیں، کسی مجلس علماء کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس کے پاس یہ کتابیں ہوں گی وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کوئی بات ایسی تو نہیں جو معاملہ زیر نظر کے خلاف جاتی ہو۔

آپ نے غور کیا کہ "کتاب و سنت" کو مبہم رکھنے میں ان لوگوں کا کتنا گہرا راز پوشیدہ ہے۔ "سنت" کی جگہ کسی کتاب کا نام لکھ دینے سے، ایک تو ان لوگوں کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ انہوں نے اس وقت جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ "اسلامی دستور" کے مطالبہ پر تمام فرقوں کے علماء متفق ہیں، اس سے اس ڈھول کا پول بھی کھل جاتا ہے۔ آپ "کتاب و سنت" میں سنت کی جگہ کسی کتاب کا نام لکھ دیجئے اور پھر دیکھئے کہ اس مطالبہ کی تائید کتنے "علماء" کی طرف سے ہوتی ہے؟ جس کتاب (بخاری) کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے، آپ اسے "سنت" کی جگہ رکھ دیجئے اور پھر (اوروں کو تو اور) خود مودودی صاحب سے پوچھئے کہ کیا آپ کو "کتاب و سنت" کی جگہ "قرآن اور بخاری" منظور ہے؟ پھر دیکھئے کہ ان کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے؟

یہ ہے وہ جماعت جو قانون سازی کی راہ میں بُری طرح سے حائل ہے۔ ان کی ضد یہ ہے کہ یا تو وہ دستور بنایئے جسے ہم اسلامی دستور کہیں (اور جس میں "کتاب و سنت" کے مبہم الفاظ رکھے جائیں) اور اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو پھر ہم کوئی اور دستور بننے نہیں دیں گے۔ یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ ملک کے گوشے گوشے میں یہ تحریک پھیلا رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اس کے علاوہ ہمیں کوئی اور دستور قابل قبول نہیں ہوگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ حکومت کی باگ ان کے ہاتھ میں رہے۔ ملک میں اور سیاسی پارٹیاں بھی ہیں جن کی خواہش اور کوشش ہے کہ حکومت ان کے ہاتھ میں ہو۔ لیکن ان میں اور اس جماعت میں فرق یہ ہے کہ وہ اپنے عزائم کا کھلے بندوں اعلان کرتے ہیں۔ لیکن یہ اپنے عزائم کو "اقامت دین" کے دل فریب نقاب میں آگے بڑھاتے ہیں۔ اور اپنے مخالفین کو خدا اور رسولؐ کے مخالف قرار دے کر بدنام کرتے ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران میں بھی مودودی صاحب کے دل میں لیڈری کی ہوس رہ رہ کر کروٹیں لیتی تھی لیکن وہاں بھی ان کی یہ حالت تھی کہ) بجائے اس کے یہ ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے جناح کے مقابل آنے کی جرأت کرتے، یہ اس قیادت کو غیر اسلامی اور اپنے آپ کو "صالح قیادت" کے رنگ میں پیش کرتے رہے۔ جناح کے سامنے تو ان کا چراغ نہ جل سکا لیکن اب چونکہ ان جیسی کوئی جامع شخصیت نہیں اس لئے یہ "کتاب و سنت" کی آڑ میں اس ہوس کی تسکین کا سامان تلاش کر رہے ہیں۔ اُس زمانے میں بھی یہ یہی کہتے تھے کہ جب تم مجھے لیڈر نہیں مانتے تو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ پاکستان بنتا ہے یا نہیں۔ اب بھی ان کے یہی عزائم ہیں کہ اگر پاکستان کی زمام حکومت میرے ہاتھ میں آ جائے پھر تو اس کا رہنا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر اس قسم کے "غیر صالح" پاکستان کا عدم اور وجود برابر ہے۔

آپ ان حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور پھر سوچئے کہ دستور پاکستان کی تدوین کے راستے میں کون حائل ہے اور کیوں؟ اس کے برعکس آپ دیکھئے کہ طلوع اسلام کی دعوت کیا ہے؟ ہم نے اوپر کہا ہے کہ آپ اس تجویز کو ملک کے سامنے پیش کیجئے کہ پاکستان کا دستور "قرآن اور بخاری شریف" کے

مطابق ہونا چاہیئے اور پھر پوچھئے ان اکتیس علماء سے جنہوں نے دستور اسلامی کا متفقہ مطالبہ پیش کیا تھا، کہ ان میں سے کتنے بخاری شریف کی تائید کرتے ہیں (بخاری شریف کی جگہ کسی اور کتاب کا نام لے لیجئے۔ پھر بھی یہی نتیجہ ہوگا)۔ اس کے ساتھ ہی انہی علماء سے یہ بھی پوچھئے کہ کیا آپ اس فارمولا کے پہلے جزو (یعنی قرآن کی جگہ کسی اور کتاب کا نام رکھنا چاہتے ہیں؟ آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ ہم ایسا چاہتے ہیں۔ یعنی قرآن ان سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ یہی طلوع اسلام کی دعوت ہے۔ آپ اسے تسلیم کر لیجئے اور اس کے بعد دیکھئے کہ دستور پاکستان کتنے قلیل وقت میں مرتب ہو جاتا ہے۔

لیکن اس سے مودودی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے پیشوائیت کی جگہ خدا لے لیتا ہے۔ اس لئے یہ ان کے نزدیک کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتا اور جو ان کے نزدیک قابل قبول نہیں وہ اسلامی دستور ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے وہ کھیل جو اس وقت دستور پاکستان کے اسٹیج پر کھیلا جا رہا ہے۔

بدقسمت پاکستان! جس کے جسد زندہ پر اس طرح کرگس منڈلا رہے ہیں!

طلوع اسلام کا مستقبل

طلوع اسلام ماہنامہ کی شکل میں ۱۹۳۸ء میں دہلی سے جاری ہوا اور ۱۹۴۸ء میں کراچی سے اس کی تجدید ہوئی۔ زمانے کے تیزی سے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر، قارئین کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ اسے ماہنامہ کی جگہ ہفتہ وار کر دیا جائے۔ ادارہ طلوع اسلام اس مطالبہ کی اہمیت سے پوری طرح متفق تھا لیکن چونکہ خود ماہنامہ بھی خسارے میں چل رہا تھا اور ہفتہ وار کے اخراجات اس کے سامنے تھے اس لئے اس نے اس اقدام کی جرأت نہ کی۔ لیکن ۱۹۵۵ء میں یہ تقاضا زیادہ شدت اختیار کر گیا اور بعض احباب نے ابتدائی اخراجات کے سلسلہ میں مالی امداد کا بھی وعدہ کیا۔ ادارہ کا اندازہ تھا کہ اگر ایک سال کے خسارے کا انتظام کر لیا جائے تو امید کی جا سکتی ہے کہ دوسرے سال سے ہفتہ وار پرچہ خود مکتفی ہو جائے گا۔ اس اندازے کے مطابق احباب کی پیش کش کو قبول کر لیا گیا اور شروع فروری ۱۹۵۵ء سے طلوع اسلام کو ہفتہ وار کر دیا گیا۔

(بجز چند مستثنیات) ہفتہ وار طلوع اسلام کے متعلق قارئین ہم نوا ہیں کہ جو کام اس نے چند مہینوں میں کیا ہے ماہنامہ اتنا کام سالوں تک بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خود ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ ہفتہ وار پرچہ، ماہنامہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

لیکن ہفتہ وار پرچہ پر جو خسارہ ہوا ہے وہ ہمارے اندازے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ احباب کی طرف سے جو امداد قبول کی گئی تھی وہ صرف ابتدائی چند ماہ کے خسارے کی کفیل ہو سکی۔ اور اس کے بعد یہ بوجھ دن بدن زیادہ ہوتا چلا گیا۔ قارئین کو معلوم ہے کہ طلوع اسلام کسی پارٹی کا پرچہ نہیں۔ نہ ہی اسے کہیں سے کوئی امداد ملتی ہے۔ اس کا ذریعہ آمدنی اس کا چندہ اور کتابوں کا خفیف سا منافع ہے۔

یہ آمدنی ہفتہ وار پرچہ کا خسارہ پورا کرنے کے لئے قطعاً ناکافی ہے۔ ہم نے اس کی اشاعت بڑھانے اور اشتہارات حاصل کرنے کے لئے مسلسل کوشش کی ہے لیکن اس سے اس کی آمدنی میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا۔ ان حالات میں ہمارے لئے کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ اسے ہفتہ وار سے پھر ماہنامہ میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ بادل ناخواستہ، فیصلہ کیا گیا ہے کہ

(۱) دسمبر کے آخر تک طلوع اسلام ہفتہ وار شائع ہوگا

اور

(۲) اس کے بعد اسے پھر ماہوار کر دیا جائے گا۔

(۳) ماہوار طلوع اسلام کا پہلا پرچہ آپ کو یکم فروری ۱۹۵۶ء کو ملے گا۔

ماہوار طلوع اسلام کا سالانہ چندہ آٹھ روپے۔ اور قیمت فی پرچہ بارہ آنے ہوگی۔ موجودہ خریداروں کے چندہ کا بقیہ، ماہنامے کے چندہ میں محسوب کر لیا جائے گا۔

ہمیں اس کا پورا پورا احساس ہے کہ اس فیصلہ سے قارئین کی اکثریت کو صدمہ ہوگا۔ لیکن جو حالات اپنے قابو سے باہر ہوں انہیں بہرحال برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس تبدیلی کا سب سے زیادہ احساس خود محترم پرویز صاحب کو ہے۔ انہوں نے اپنی اچھی ملازمت کو قبل از وقت چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنا سارا وقت قرآنی فکر کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر سکیں۔ چنانچہ وہ اس مقصد کی تکمیل میں ہمہ وقت منہمک ہیں۔ ان کی صحت پہلے بھی اچھی نہ تھی لیکن گذشتہ کئی ماہ سے وہ مسلسل بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اسی دوران میں حکومت کی طرف سے جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ایک جگر خراش داستان ہے (جس کا تذکرہ ہم نے نہ اس سے پیشتر طلوع اسلام میں کیا اور نہ ہی اب اس کی تفاصیل کو قارئین کے لئے وجہ کرب و الم بنانا مناسب سمجھتے ہیں) لیکن وہ اس قسم کے ناسازگار حالات سے کبھی ہمت نہیں ہارتے۔ چنانچہ وہ طلوع اسلام کے مستقبل کے متعلق اب بھی پُرامید ہیں۔ خدا ان کی امیدوں کو بار آور کرے۔

بہرحال، سردست فیصلہ یہی ہے کہ شروع فروری سے طلوع اسلام کو ماہوار شائع کیا جائے۔

صنعتی ترقیاں

ہمارے ارباب اقتدار جب اپنی ان کوششوں کا ذکر کرتے (اور انہیں سراہتے) ہیں جو انہوں نے پاکستان کی فلاح و بہبود اور استحکام و ثبات کے لئے کی ہیں، تو ان میں صنعتی ترقی کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایک ایسے ملک میں، جہاں تقسیم سے پہلے ایک تکلا بھی نہیں تھا، سات آٹھ برس کے عرصہ میں اتنی بڑی تعداد میں اتنے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو جانا بہت بڑی ترقی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کارخانوں کے قیام سے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے اور انہیں کس حد تک خوش حالی اور فارغ البالی نصیب ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر، کپڑے کے کارخانوں کو لیجئے۔ ہمیں بتایا یہ جاتا ہے کہ ہمارے ہاں اب اس قدر کپڑا تیار ہو رہا ہے کہ ملک کی ضروریات پوری ہو جانے کے بعد، فالتو کپڑا باہر بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ بجا اور درست! لیکن ملک میں جن لوگوں کے لئے یہ کپڑا تیار ہو رہا ہے ان کی حالت کیا ہے؟ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ بزاز کی دوکان پر جا کر کپڑا خریدا کرتے ہیں لیکن جب وہ اس کا نرخ بتاتا ہے تو یہ ویسے کے ویسے گھر لوٹ آتے ہیں۔ کپڑے کی قیمتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ غریب تو غریب، متوسط الحال طبقہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق کپڑا خریدنے کی سکت نہیں رکھتا۔ لہذا اس کپڑے کی بہتات کا فائدہ کیا جو عوام کی قوت خرید سے باہر ہو؟

لیکن اس کا فائدہ کپڑا بنانے والوں کو ہے۔ یہ فائدہ کس قدر ہوتا ہے اس کا اندازہ اس ایک مثال سے لگائیے کہ (۲۳ر نومبر کے ڈان میں) ایک ٹیکسٹائل مل کا یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ وہ اپنے حصہ داروں کو دو سو فی صد (یعنی سو روپے کے حصوں کے مالک کو دو سو روپے کی مالیت کے حصے) بطور بونس (BONUS) دیگی۔ "دو سو فی صدی" اس منافع کے علاوہ ہے جو (DIVIDEND) کی شکل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی اس کارخانہ کو سال بھر میں اس قدر فائدہ ہوا ہے کہ خرچ نکالنے اور منافع بانٹنے کے بعد وہ "دو سو فی صد" کے حساب سے بونس بھی دیتا ہے۔ اب آپ نے سمجھا کہ کپڑے کی قیمتیں کیوں نیچے نہیں آتیں اور صنعتی ترقی کا مفہوم کیا ہے۔ ملک میں چند گنے چنے خاندان ہیں جن کے ہاں ملک کی دولت سمٹتی چلی جا رہی ہے اور عوام بیچاروں کو نہ کھانے کو روٹی ملتی ہے، نہ پہننے کو کپڑا۔ اس کا نام ہے ملک کی ترقی!

ان تمام خرابیوں کا علاج صرف ایک ہے۔ ملک میں وہ قرآنی نظام رائج کیا جائے جس کی رو سے وسائل پیداوار افراد کی ملکیت میں رہنے کے بجائے نظام کی تحویل میں آ جائیں اور ان سے تمام افراد معاشرہ کی ضروریات زندگی پوری کی جائیں اور ان کی مضمر صلاحیتوں کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچایا جائے لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ (قرآنی نظام تو خیر بہت دور کی چیز ہے) جو کارخانے حکومت کی تحویل میں ہیں انہیں بھی رفتہ رفتہ انفرادی ملکیت میں دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اسی اخبار میں (جس میں دو سو فی صدی بونس کا اعلان ہے) یہ اعلان بھی شائع ہوا ہے کہ "پنجاب گورنمنٹ کاٹن ملز" بذریعہ نیلام فروخت کی جائے گی۔ اسی طرح (P.I.D.C) بھی کارخانے قائم کر کے انہیں افراد کے ہاتھوں فروخت کرتی جا رہی ہے۔

یہ وہ نظام سرمایہ داری ہے جو یورپ کے سرمایہ دار ممالک کو تباہی کے جہنم تک پہنچا چکا ہے۔ لیکن اسے اب یہاں مسلط کیا جا رہا ہے اور اس کی تائید اس مذہب پرست طبقہ سے حاصل کی جا رہی ہے جو یہاں اسلامی دستور اور نظام شریعت نافذ کرنے کا دعویدار ہے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ انفرادی ملکیت پر کسی قسم کی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔ (زمین کا مسئلہ از ابو الاعلیٰ مودودی)

کیا اس کے بعد یہاں کمیونزم کو بلانے کے لئے کسی اور دعوت نامہ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

بغداد کونسل

بغداد کونسل کا اجلاس بخیر و خوبی ختم ہو گیا ہے۔ ممبر ممالک نے ایک مستقل کونسل قائم کی ہے اور دو کمیٹیاں (ایک عسکری اور ایک معاشی) مقرر کی ہیں۔ اس سے معاہدے میں رنگ عمل بھر کے اسے کامیاب و موثر بنانے کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ از بس غنیمت ہے کہ اس حقیقت کا کماحقہٗ اعتراف کر لیا گیا ہے کہ جب تک اس علاقہ کے مزمن عسکری کمزوری اور معاشی بدحالی کو رفع نہیں کیا جائے گا کسی دفاعی تنظیم کے موثر ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مطلوبہ عسکری اور معاشی امداد پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ امریکہ بھی اس معاہدے میں شریک ہو جائے۔ ہمارے وزیر اعظم نے اس کمی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے اور اس امید کا اظہار کیا ہے کہ امریکہ بہت جلد اس معاہدے میں شامل ہو جائے گا۔ ہمیں امریکہ کی آخر کار شمولیت میں شبہ نہیں کیونکہ معاہدۂ بغداد میں اسی طرح امریکہ کا بھلا ہے جس طرح موجودہ معاہدین کا۔ لیکن امریکہ کا لیت و لعل حیران کن ہے اس کی وجہ ایک حد تک "اسرائیل" ہے۔ آئندہ سال امریکہ میں صدارتی انتخابات ہو رہے ہیں اس کے لئے دونوں پارٹیاں یہودی ووٹوں کی محتاج ہیں۔ لہٰذا وہ انتخابات تک یہودیوں کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر یہودی امریکہ پر اور زیادہ دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ انہیں مزید اسلحہ دے تاکہ مصر اشتراکیوں سے جو اسلحہ لے رہا ہے اس کا وہ جواب دے سکیں۔ امریکہ عجیب الجھن میں ہے وہ اسلحہ نہ دے تو یہودی ناراض ہوتے ہیں اور دے تو عرب۔ لیکن یہ الجھن ایسی نہیں جس کا علاج ممکن نہ ہو۔ ان دنوں برطانیہ نے یہ پیش کش کی ہے کہ وہ عربوں اور یہودیوں میں مصالحت کے لئے تیار ہے۔ اس کا اثر عربوں پر اچھا پڑا ہے اور وہ مصالحت کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں بشرطیکہ یہودی اقوام متحدہ کے طے کردہ حدود تک محدود ہو جائیں اور عرب مہاجرین کو واپس لے لیں یا ان کے نقصانات کا معاوضہ ادا کر دیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ عرب اس طرح آمادہ بہ صلح ہوئے ہیں۔ ان کی تجاویز بھی معقول ہیں۔ جہاں تک حدود کا تعلق ہے وہ اقوام متحدہ کی طے کردہ ہیں اور امریکہ ان کا پابند ہے، اور جہاں تک معاوضہ کا تعلق ہے امریکہ نے یہ پیش کش کر رکھی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب امداد "اسرائیل" کو دے گا۔ گویا اب مصالحت کے لئے قابل قبول اور قابل عمل اساس میسر آ گئی ہے۔ اندریں حالات اگر اب برطانیہ اور امریکہ اپنے اثر و رسوخ سے کام لیں تو عربوں اور یہودیوں میں مفاہمت کرا سکتے ہیں۔ لہٰذا امریکہ کو چاہیئے کہ وہ خواہ مخواہ کی الجھنیں پیدا کرنے کے بجائے حالات کو برأی العین دیکھے اور جرأت سے ان کا مقابلہ کرے۔ اگر یہودیوں کا مسئلہ یوں حل ہو جائے اور عرب ادھر سے مطمئن ہو جائیں تو عراق کے علاوہ دیگر عرب ممالک کا معاہدۂ بغداد میں شریک ہو جانا یقینی سا ہو جائے گا۔ یہ ایسی صورت ہے جسے پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ امریکہ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ "اسرائیل" کو نہ عراق نظر انداز کر سکتا ہے نہ پاکستان۔ نیز جب بھی "اسرائیل" کی طرف سے جارحانہ اقدام ہوگا اس کی زد براہ راست معاہدۂ بغداد پر پڑے گی۔ لہٰذا اقتضائے مصلحت یہی ہے کہ اس تنازعہ کو نپٹایا جائے اور معاہدۂ بغداد کو کامیاب بنانے پر پوری توجہ صرف کی جائے۔

چونکہ معاہدے کا اہم رکن پاکستان ہے اس لئے پاکستان کے گرد و پیش جو کچھ ہو رہا ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کشمیر اور افغانستان دو ایسے تنازعے ہیں جو فوری طور پر پاکستان کے لئے اور آخر کار مشرق وسطےٰ کے لئے سنگین خطرہ ہیں۔ دونوں علاقوں پر کمیونسٹوں کی خاص نظریں ہیں۔ اگر ان دنوں مارشل بلگانن اور کرشیف ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں تو ادھر سے وہ فارغ ہو کر وہ افغانستان جائیں گے۔ انہوں نے پہلے ہی افغانستان میں خاصے قدم جمائے ہیں اور اسے تیار کیا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان کو الجھائے رکھے۔ اس سے پاکستان پر بہت بوجھ آ پڑتا ہے۔ وہ اس سے پہلے سیٹو میں بھی شریک ہو چکا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کی اہمیت بھی بڑھ جاتی ہے اور اس کی ضروریات بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اس وصیت اور ان ضروریات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کو پوری پوری معاشی اور عسکری مدد دی جائے۔

اگر امریکہ کی شمولیت کے بغیر معاہدہ بغداد موثر نہیں ہو سکتا تو بقیہ مسلمان ممالک کے بغیر یہ معاہدہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ طلوع اسلام نے ہمیشہ مسلمان بلاک کی تشکیل پر زور دیا ہے۔ معاہدۂ بغداد اس کا ہیولیٰ ہے۔ مصر، سعودی عربیہ وغیرہ اسلامی مفاد کو نگاہ میں رکھیں تو ان کے لئے اس میں شرکت کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا۔ یہ موقع ذاتی رقابتوں کا نہیں، مسلمانوں کی وحدت اور استحکام کا ہے اور اس کی صورت بحالات موجودہ معاہدۂ بغداد کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ہندوستان اور الجیریا

الجیریا کو بڑی جد و جہد سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل کرایا جا سکا تھا۔ اسے ایشیائی افریقی گروہ کی کامیابی سمجھا گیا تھا۔ اور دیکھا جائے تو یہ بڑی کامیابی تھی۔ فرانس الجیریا کو اپنا مقبوضہ نہیں سمجھتا بلکہ اپنا حصہ یعنی "فرانس" ہی سمجھتا ہے۔ یہ فیصلہ اس نے از خود اہل الجزائر کے استصواب کے بغیر بلکہ ان کی مرضی کے خلاف کر لیا تھا۔ اور اب جب اس کا یہ فیصلہ اس کے اپنے آئین کا حصہ بن چکا ہے تو وہ دوسروں کو بھی مجبور کر رہا ہے کہ وہ اس غیر منصفانہ آئین کی پابندی کریں حالانکہ انصاف کی نقطۂ نگاہ سے اس کی پابندی تو کیا اس کے ذرہ بھر احترام کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ معاملہ الجزائر کے مظلومین کا ہے اور ان ہی کی رضامندی کو خارج از بحث سمجھا جا رہا ہے۔ بہرکیف فرانس نے یہ روش اختیار کی تو دیگر اقوام مغرب اس کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں۔ اس بنا پر الجیریا کا جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شرکت کی عزت حاصل کرنا بڑا حیران کن تھا۔ فرانس نے اس شرکت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے اپنا وفد واپس بلا لیا اور جنرل اسمبلی سے عدم تعاون شروع کر دیا۔ اس کا رویہ ناقابل فہم تھا لیکن بجائے اس کے کہ اس کی مذمت کی جاتی اور فرانس کو ہوش میں لایا جاتا الٹا فرانس کی خوشامدیں شروع ہو گئیں۔ اور اسے جنرل اسمبلی میں لانے کی تدبیریں سوچی جانے لگیں۔ اقوام مغرب کا یہ رویہ اختیار کرنا تو سمجھ میں آ سکتا تھا، کیونکہ وہ اپنا مفاد بہر حال فرانس سے وابستہ سمجھتی ہیں لیکن حد تو یہ ہے کہ خود ایشیائی افریقی گروہ سے بھی اس قسم کی کوششوں کا آغاز ہو گیا بلکہ ایک وقت کے بعد ان کوششوں کا سرچشمہ بھی یہ گروہ ہو گیا۔ یہ کوشش خصوصیت سے ہندوستانی نمائندے مسٹر کرشنا مینن نے شروع کی اور رفتہ رفتہ انہوں نے یہاں تک "کامیابی" حاصل کر لی کہ ایشیائی افریقی گروہ کو منوا لیا کہ وہ الجیریا کو ایجنڈے سے خارج کر دینے پر راضی ہو جائیں اور اس کی وجہ یہ دی گئی کہ تاکہ فرانس جنرل اسمبلی میں پھر سے واپس آ جائے۔ گویا ہندوستان کے نزدیک فرانس کا جنرل اسمبلی میں رہنا زیادہ ضروری ہے۔ بہ نسبت الجیریا کے ایجنڈے میں رکھنے کے۔ اس طرح ہندوستان نے دوہری چال چلی ہے۔ الجیریا کو شریک ایجنڈا کرانے والوں کا ساتھ دے کر اس نے انہیں یہ یقین دلایا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہے اور اسے ایجنڈے سے خارج کرا کے اس نے اقوام مغرب کو یہ ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ اس کا اتنا اثر ہے کہ وہ ایشیائی افریقی اقوام سے سب کچھ منوا سکتا ہے۔ لہٰذا مغرب کو ان سے متعلق جو بات کرنا ہو وہ ہندوستان کی وساطت سے کریں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ایشیائی افریقی گروہ نے اپنے تدبر کا اچھا مظاہرہ نہیں کیا اور جسے وہ اپنی اخلاقی فتح سمجھ رہے تھے اسے انہوں نے شکست میں بدل دیا ہے۔ اس سے زیادہ افسوس اس کا ہے کہ اس گروہ نے ہندوستان کو اپنی مطلب براری کا ایک غلط موقع بہم پہنچایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ الجیریا ایجنڈے میں شامل رہتا اور اس پر بحث بھی ہوتی تو کوئی خاص مقصد حاصل نہ ہوتا۔ لیکن یہ بحث الجیریا کے حق میں فضا سازگار کرنے کا ایک ذریعہ تو تھی۔ اب یہ امکان بھی جاتا رہا۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ ہندوستان نے مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا ہے۔ وہ ایک طرف "اسرائیل" سے محبت کی پینگیں بڑھاتا رہا۔ اور تو اور بنڈونگ کانفرنس میں بھی وہ "اسرائیل" کی حمایت سے باز نہ آیا۔ اس کے علاوہ وہ مسلمانوں کے مابین دشمنی کے بیج مسلسل بوتا رہتا ہے۔ پاکستان ہندوستان کے کردار کو خوب سمجھتا ہے لیکن مصر اور اس کے دوست عرب ممالک اس سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور بڑی سادگی سے ہندوستان کا ساتھ دیئے جا رہے ہیں۔ وہ اگر ہندوستان کی پاکستان دشمنی کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تو عربی معاملات میں ہندوستان جس طرح عربی مفاد کے خلاف جا رہا ہے اسے ہی سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان بیّن حالات کے باوجود ہندوستان کا ساتھ دینا اپنے آپ سے دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

ضروری تصحیح

گذشتہ پرچہ مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۵۵ء کے ٹائیٹل پر غلطی سے شمارہ نمبر ۴۷ چھپ گیا ہے۔ حالانکہ وہ شمارہ نمبر ۴۶ تھا۔ ناظرین تصحیح فرمالیں۔

اسلام کی سرگزشت

زمانۂ جاہلیت میں عربوں کی حیات عقلیہ، اور اس کے مظاہر پر گفتگو کی جا چکی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ اسلامی تعلیمات نے عربوں پر کیا اثرات مرتب کئے تھے۔ جاہلی عقلیت اور اسلامی عقلیت کے تصادم کے ذیل میں بتایا جا رہا تھا کہ دونوں عقلیتوں میں کیا فرق تھا۔ آج کی فرصت میں ان دونوں عقلیتوں کے درمیان موازنہ پیش کیا جا رہا ہے کہ قرآن کا پیش کردہ بلند معیار زندگی کیا ہے اور جاہلی شعراء کا پیش کردہ بلند معیار کیا ہے؟

اگر تم چاہو کہ اسلام کے مقرر کردہ زندگی کے بلند معیار اور جاہلیت کے مقرر کردہ بلند معیار کے درمیان موازنہ کرو تو ایک طرف قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھ جاؤ:

لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق کی طرف کرتے ہو یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی تو ان لوگوں کی ہے جو اللہ، یوم آخر، ملائکہ، کتاب الٰہی اور انبیاء پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اسے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، ضرورتمندوں اور غلاموں کو رہائی پانے کے لئے پیش کریں۔ نظام صلوٰۃ کو قائم کریں۔ سامانِ نشوونما لوگوں کو دیں اور جب وہ کوئی معاہدہ کرلیں تو اپنے معاہدوں کو پورا کریں۔ سختی، تنگی اور جنگ کے وقت ثبات قدم اور صبر سے کام لیں۔ یہ لوگ ہیں جو سچے طور پر مسلمان ہیں اور یہی لوگ ہیں جو قوانین خداوندی کی نگہداشت کرنے والے ہیں۔

اس آیت کے پہلو بہ پہلو ذرا ان اشعار کو بھی دیکھ جاؤ جو طرفہ کے معلقہ میں موجود ہیں۔

إِذَا الْقَوْمُ قَالُوا مَنْ فَتًى؟ خِلْتُ أَنَّنِي
عُنِيتُ فَلَمْ أَكْسَلْ وَلَمْ أَتَبَلَّدِ

جب قوم کسی نوجوان قوم کو پکارتی ہے تو میں حتمی طور پر سمجھ لیتا ہوں کہ میں ہی مراد ہوں چنانچہ اس کے بعد میں کسمساتا ہوں نہ کوئی سستی ظاہر کرتا ہوں۔

أَحَلْتُ عَلَيْهَا بِالْقَطِيعِ فَأَجْذَمَتْ
وَقَدْ خَبَّ آلُ الْأَمْعَزِ الْمُتَوَقِّدِ

میں اپنا کوڑا لے کر کود کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جاتا ہوں جو مجھے لے کر ہوا ہو جاتی ہے جبکہ پتھریلے تابناک میدان میں سراب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہوتا ہے۔

فَذَالَتْ كَمَا ذَالَتْ وَلِيدَةُ مَجْلِسٍ
تُرِي رَبَّهَا أَذْيَالَ سَحْلٍ مُمَدَّدِ

میری اونٹنی اس طرح اتھلا کر چلتی ہے جس طرح کوئی نوجوان عورت سردار قبیلہ کے آگے آگے اپنے مالک کو اپنے لباس کے دراز دامن دکھاتی ہوئی اتھلا اتھلا کر چلتی ہو۔

وَلَسْتُ بِحَلَّالِ التِّلَاعِ مَخَافَةً
وَلَٰكِنْ مَتَى يَسْتَرْفِدِ الْقَوْمُ أَرْفِدِ

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو مال ختم ہو جانے کے ڈر سے بخل کرنے لگتے ہیں بلکہ جب قوم مجھ سے مانگتی ہے تو میں کھلے ہاتھوں سے عطا کرتا ہوں۔

وَإِنْ تَبْغِنِي فِي حَلْقَةِ الْقَوْمِ تَلْقَنِي
وَإِنْ تَقْتَنِصْنِي فِي الْحَوَانِيتِ تَصْطَدِ

اگر تم مجھے قوم کی شریف محفلوں میں تلاش کرو گے تو تم وہاں مجھ سے مل سکو گے اور اگر شراب خانوں میں تم مجھے ڈھونڈو گے تو میں تمہیں وہاں بھی مل جاؤں گا۔

مَتَى تَأْتِنِي أَصْبَحْكَ كَأْسًا رَوِيَّةً
وَإِنْ كُنْتَ عَنْهَا ذَا غِنًى فَاغْنَ وَازْدَدِ

تم جب بھی میرے پاس آؤ گے میں تمہیں صبح صبح شراب کا بھرا ہوا جام پلاؤں گا۔ اور اگر تمہیں اس کی ضرورت نہ ہو (تم پہلے ہی پی کر آئے ہو) تو نہ ضرورت ہو اور زیادہ پی لو۔

وَإِنْ يَلْتَقِ الْقَوْمُ الْجَمِيعُ تُلَاقِنِي
إِلَى ذِرْوَةِ الْبَيْتِ الرَّفِيعِ الْمُصَمَّدِ

اگر ساری قوم کسی ایک مقام پر اکٹھی ہو رہی ہو تو تم مجھ سے اس بلند مرتبہ اور عالی شان مقام کی بلند ترین اونچائی پر مل سکو گے۔

نَدَامَايَ بِيضٌ كَالنُّجُومِ وَقَيْنَةٌ
تَرُوحُ عَلَيْنَا بَيْنَ بُرْدٍ وَمُجْسَدِ

میرے شراب کے ہم نشین ستاروں کی طرح روشن سفید رنگ کے لڑکے اور گانے والی لونڈیاں ہیں جو ہمارے سامنے سفید اور زعفران میں رنگی ہوئی چادریں پہن کر آتی ہیں

حتیٰ کہ وہ کہہ دیتا ہے

فَلَوْلَا ثَلَاثٌ هُنَّ مِنْ عِيشَةِ الْفَتَى
وَجَدِّكَ لَمْ أَحْفِلْ مَتَى قَامَ عُوَّدِي

اگر وہ تین چیزیں نہ ہوں، جو ہر نوجوان کی زندگی کا اہم جزو ہیں تو سچ جانو کبھی نہیں اٹھ سکتا۔ باوجود میرے سارے ہی خواہ کیوں نہ اٹھ کھڑے ہوں۔

فَمِنْهُنَّ سَبْقِي الْعَاذِلَاتِ بِشَرْبَةٍ
كُمَيْتٍ مَتَى مَا تُعْلَ بِالْمَاءِ تُزْبِدِ

ان میں سے ایک چیز تو ملامت گر عورتوں سے پہلے سیاہی مائل سرخ رنگ کی شراب پینے کے لئے میرا آگے بڑھنا ہے۔ ایسی شراب کہ جب تک اس میں پانی نہ ملا دیا جائے وہ برابر جوش کھاتی رہتی ہے۔

وَتَقْصِيرُ يَوْمِ الدَّجْنِ وَالدَّجْنُ مُعْجِبٌ
بِبَهْكَنَةٍ تَحْتَ الْخِبَاءِ الْمُعَمَّدِ

اور دوسرے ابر آلود دن کو (جو فی الواقعہ بہت طویل ہوتا ہے، پھر بھی وہ کس قدر پسندیدہ اور خوشنما ہوتا ہے) — کسی حسین و جمیل لڑکی کے ساتھ کسی خیمہ کے نیچے گزار کر جس میں ستون لگے ہوئے ہوں مختصر سے مختصر کر دینے کے لئے بڑھنا ہوتا ہے۔

كَأَنَّ الْبُرِينَ وَالدَّمَالِيجَ عُلِّقَتْ
عَلَى عُشَرٍ أَوْ خِرْوَعٍ لَمْ يُخَضَّدِ

وہ حسین و جمیل لڑکی ایسی ہو کہ گویا درخت عُشر یا درخت خِروع کے نرم و نازک پودے کو جسے توڑا نہ گیا ہو جھانجھ اور کنگن پہنا دیئے گئے ہوں

وَكَرِّي إِذَا نَادَى الْمُضَافُ مُحَنَّبًا
كَسِيدِ الْغَضَا ذِي السَّوْرَةِ الْمُتَوَرِّدِ

اور تیسری چیز میرا جنگ کی طرف بار بار لوٹ کر حملہ کرنے والے غضبناک جنگل کے بھیڑیئے کی طرح سے پھر دوبارہ پلٹ جانا ہے جبکہ لاغر اندام لوگوں کو پناہ گاہ میں پکار رہی ہوں۔

جاہلی زندگی کا بلند ترین معیار یہ ہوتا تھا — یعنی بہادری پر فخر، سخاوت و کرم پر فخر۔ قوم کے بڑے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے پر فخر، شراب کی دوکانوں اور بھٹیوں میں وقت گزارنے اور شراب نوشی پر فخر جبکہ شراب کے اردگرد حسین و جمیل ندیموں کے جھگھٹے اور گانے والی لڑکیوں کے جھرمٹ ہوں۔ زندگی ان کے یہاں یہی سب کچھ ہوتا تھا۔

درسِ بخاری

(۳)

طلوعِ اسلام مورخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۵۵ء کے تسلسل میں صحیح بخاری کی منتخب احادیث بلا تنقید و تبصرہ پیش کی جا رہی ہیں۔ احادیث کا ترجمہ مرزا حیرت صاحب دہلوی کا کیا ہوا ہے جو نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی سے شائع ہوا ہے۔ حوالہ کے لئے حدیث سے پہلے صفحہ اور حدیث کا نمبر دے دیا گیا ہے۔ اوپر صفحہ نمبر ہے اور نیچے حدیث نمبر ہے۔ ذیل کی احادیث جلد دوم سے لی گئی ہیں۔

(۴۴/۱۹۳) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں جو جنگ بعاث کے واقعات گا رہی تھیں۔ تو آپ بستر پر لیٹ رہے۔ اور آپ نے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابوبکر آئے اور انھوں نے مجھے ڈانٹا۔ اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مزمارۃ الشیطان (شیطانی آلہ) رکا کیا کام؟ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو۔ پھر جب وہ کسی کام میں مصروف ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کر دیا۔ وہ نکل گئیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ عید کے دن حبشی چھری تلنگے کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ پس یا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ یا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ پس آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا۔ اور آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ دُوْنَکُمْ یَا بَنِیْ اَرْفِدَۃَ (ترجمہ: اے حبشیو کھیلے جاؤ) یہاں تک کہ جب میں تھک گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا تو جاؤ۔

(۵۵/۳۰۱) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک (اور ان کے سب بیٹوں میں کعب کو لے کر چلنے والے یہی تھے) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک سے سنا۔ جب کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں پیچھے رہ گئے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تھے تو بطور توریہ کے دوسرے جہاد کو ظاہر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب غزوہ تبوک ہوا تو اس کا جہاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی کے زمانہ میں کیا تھا۔ اور بہت دور کا اور جنگل کا سفر تھا۔ اور ایک بڑے دشمن سے مقابلہ تھا۔ لہٰذا آپ نے سب مسلمانوں سے یہ معاملہ ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اپنے دشمن کے لئے اس کے قابل سامان کر لیں۔ اور جس طرف آپ کا ارادہ تھا۔ وہ بھی آپ نے ظاہر کر دیا۔ اور یونس زہری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مجھ سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے بیان کیا ہے کہ کعب بن مالک کہتے تھے کہ کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو سوا پنجشنبہ کے دن کے اور کسی دن سفر کرتے۔

(۶۴/۲۶۶) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ پھر انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں کچھ اونٹ دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ تم گلّے سے جا کے مل جاؤ۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ اور انھوں نے اونٹ کا پیشاب اور دودھ پیا۔ یہاں تک کہ اچھے ہو گئے اور فربہ ہو گئے۔ اور انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا۔ اور اونٹوں کو ہانک لے گئے۔ اور بعد اسلام کے کافر ہو گئے۔ پھر (اس کی) فریاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ تو دن نہ چڑھنے پایا تھا کہ وہ گرفتار ہو کے آ گئے۔ پس آپ نے ان کے ہاتھ اور پیر کٹوا ڈالے۔ اور سلائیوں کو گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھروا دیا۔ اور انھیں سنگستان میں ڈلوا دیا۔ اور وہ پانی مانگتے تھے تو انھیں پانی نہ پلایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ انھوں نے قتل کیا تھا۔ اور چوری کی تھی۔ اور خدا اور اس کے رسول سے لڑے تھے۔ اور ملک میں فساد کیا تھا (اس سبب سے یہ سخت سزا انھیں دی گئی)

(۱۳۲/۲۴۴) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو (اس جادو کے اثر سے) یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے ایک کام کیا ہے حالانکہ آپ نے نہ کیا ہوتا تھا۔

(۱۷۳/۲۴۸) حضرت مالک بن صعصعہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حال میں کہ میں کعبہ کے پاس خواب اور بیداری کے درمیان میں تھا..... پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض کی گئیں پس میں لوٹا۔ یہاں تک موسیٰ کے پاس پہنچا۔ انھوں نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں بہ نسبت آپ کے لوگوں سے زیادہ واقف ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کا بہت کچھ تجربہ کیا ہے۔ آپ کی امت اس قدر طاقت نہیں رکھتی۔ پس آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جائیے اور اس سے درخواست (تخفیف کی) کیجئے۔ پس میں لوٹ گیا اور میں نے اللہ سے درخواست کی۔ تو اللہ نے چالیس رکھیں پھر ایسا ہی ہوا۔ بعد اس کے تیس رکھیں۔ پھر ایسا ہی ہوا بعد اس کے بیس رکھیں۔ پھر ایسا ہی ہوا تو اللہ نے دس رکھیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا۔ تو انھوں نے ویسا ہی کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں رکھیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے کیا کیا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے پانچ نمازیں رکھیں۔ تو انھوں نے ویسا ہی کہا۔ میں نے کہا کہ اب میں نے تسلیم کر لیا۔ پھر ندا کی گئی کہ میں نے اپنا حکم جاری کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ اور میں ایک نیکی کا دس گنا ثواب دوں گا۔

(۱۲۶/۵۴۳) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھ سے جبرئیل نے کہا کہ آپ کی امت میں جو شخص اس حال میں مر جائے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا یا (یہ فرمایا کہ) دوزخ میں نہ جائے گا۔ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو۔ اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔

(۱۲۷/۴۹۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہو۔ کیونکہ جس شخص کا قول فرشتوں سے مل جائے گا۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۱۲۸/۴۶۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اپنی بی بی کو ہم بستری کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے پھر وہ مرد ناخوش ہو کے سو رہے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

(۱۳۲/۴۹۲) حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بخار جہنم کے جوش سے (پیدا ہوتا ہے) لہٰذا تم اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

مجلسِ اقبال

مثنوی اسرارِ خودی

بابِ چہارم (مسلسل)

زجبین از خجلت سائل نہ شد
شکلِ آدم ماند و مشتِ گل نہ شد

اس کی پیشانی سائل بن کر شرم و ندامت سے عرق آلود نہیں ہوتی۔ وہ اپنی انسانیت کو قائم رکھتا ہے آدم کے بجائے مشتِ خاک نہیں بن جاتا۔

زیرِ گردوں آں جوانِ ارجمند
می رود مثلِ صنوبر سربلند

اس قسم کا خوش نصیب نوجوان دنیا میں صنوبر کی طرح گردن اٹھائے چلتا ہے۔

در تہی دستی شود خود دار تر
بختِ او خوابیدہ او بیدار تر

وہ مفلسی کے زمانے میں پہلے سے بھی زیادہ خود دار ہو جاتا ہے۔ اس کا نصیبہ تو سویا ہوتا ہے لیکن وہ خود بیدار ہوتا ہے۔

قلزمِ زنبیل سیلِ آتش است
گر ز دستِ خود رسد شبنم خوش است

بھیک کے مانگے ہوئے ٹکڑوں سے اگر تیری جھولی بھر جائے تو اسے رزق نہ سمجھ۔ آگ کا طوفان سمجھ۔ اور اپنی محنت کی کمائی کے شبنم کے چار قطرے بھی اگر تجھے میسر آ جائیں تو انہیں اپنے لئے وجہ مسرت سمجھ

چوں حباب از غیرتِ مردانہ باش
ہم بہ بحر اندر نگوں پیمانہ باش

غیرت سیکھنا ہے تو حباب سے سیکھو وہ سمندر میں بھی اپنے پیالہ کو اُلٹا رکھتا ہے۔ مانگنے سے ایک قطرہ تک بھی اپنے پیالہ میں لینا گوارہ نہیں کرتا۔ اس شعر پر اس باب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

بابِ پنجم

(دربیان اینکہ چوں خودی از عشق و محبت محکم می گردد
قوائے ظاہرہ و مخفیہ نظامِ عالم را مسخر می سازد......)

علامہ اقبال نے مثنوی کے دوسرے باب میں یہ بتایا تھا کہ خودی عشق و محبت سے مستحکم ہوتی ہے اور سوال و احتیاج سے کمزور پڑ جاتی ہے۔ زیرِ نظر باب میں وہ اس حقیقت کو سامنے لاتے ہیں کہ جب خودی مستحکم ہو جائے تو وہ کائنات کی ظاہر اور مخفی قوتوں کو اپنے فرمان کے تابع کر لیتی ہے۔ قرآن نے بار بار اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ یعنی یہ پورا سلسلۂ کائنات ایک بندھے قانون کے ماتحت سرگرمِ عمل ہے۔ اب جو انسان اس قانون کا علم حاصل کرلے اور اس کے بعد اس علم کے مطابق عملی پروگرام اختیار کرے تو کائنات کی ہر شے اس کی فرماں پذیر ہو جائے گی۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں۔

از محبت چوں خودی محکم شود
قوتش فرماندۂ عالم شود

جب خودی محبت سے محکم ہو جائے تو پھر وہ ساری کائنات پر حکمراں ہو جاتی ہے۔ اشیائے عالم اس کی فرماں پذیر بن جاتی ہیں

پیرِ گردوں کز کواکب نقش بست
غنچہ ہا از شاخسارِ او شکست

یہ آسمان کہ جس کی چھت ستاروں کی قندیلوں سے مرصع ہے اس کے تابندہ ستارے درحقیقت وہ غنچے ہیں جو خودی کی شاخ سے ٹوٹے ہیں۔

پنجۂ او پنجۂ حق می شود
ماہ از انگشتِ او شق می شود

اس شخص کا پنجہ جس کی خودی مستحکم ہو جائے درحقیقت خدا کا پنجہ بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے قانون کے مطابق عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ چاند اس کی انگلی کے ایک اشارے سے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اس مصرع میں علامہ اقبال نے اس عقیدہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی رُو سے یہ مانا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلعم نے اپنی انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اسے معجزہ "شق القمر" کہتے ہیں۔ لیکن قرآن اس کی بار بار صراحت کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کو قرآن کے علاوہ کوئی حسّی معجزہ نہیں دیا گیا۔ قرآن کی جس آیت سے شق القمر کے معجزہ کی دلیل لائی جاتی ہے اس کا مفہوم اس سے بالکل الگ ہے۔ بہرحال، جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے شاعر کا کام تحقیق نہیں ہوتا۔ وہ عوام کے مروجہ تصورات سے اپنے مقصد پیشِ نظر کی تائید میں دلیل لے آتا ہے۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مردِ حق

در خصوماتِ جہاں گردد حکم
تابعِ فرمانِ او دارا و جم

دنیا میں جس قدر اختلافات و منزاعات ہوتے ہیں یہ ان میں ثالث کی حیثیت سے فیصلے دیتا ہے۔ اور اس طرح نوعِ انسان کے جھگڑے چکاتا ہے اس کا مقام اتنا بلند ہوتا ہے کہ دارا اور جمشید جیسے شاہنشاہ اس کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔

با تو می گویم حدیثِ بو علی
در سوادِ ہند نامِ او جلی

اس کے بعد شیخ شرف الدین قلندر پانی پتی کے ایک واقعہ سے اپنے مقصد کی تائید میں دلیل لاتے ہیں۔ پہلے حضرت بو علی قلندر کی منقبت میں کہتے ہیں۔

آں نوا پیرائے گلزارِ کہن
گفت با ما از گلِ رعنا سخن
خطۂ ایں جنتِ آتش نژاد
از ہوائے دامنش مینو سواد

پہلے شعر میں اقبال نے بو علی قلندر کے اس شعر کی طرف اشارہ کیا ہے

مرحبا اے بلبلِ باغِ کہن
از گلِ رعنا بگو با ما سخن

اور دوسرے شعر میں کہا ہے کہ یہ سرزمین ہندوستان کہ جو فطرت کی طرف سے تو جنت کی مانند تھی لیکن جس میں آریائی تصورِ حیات نے باطل پرستیوں کا جہنم پیدا کر دیا تھا۔ بو علی قلندر کے دامن کی ہوا سے جنت نشان بن گئی۔

کوچک ابدالش سوئے بازار رفت
از شرابِ بو علی سرشار رفت

اقبال و قرآن — از پرویز — قیمت دو روپے

عورت کا قرآن

(۳۱)

حالانکہ سورۂ نساء کے پہلے ہی رکوع میں، جہاں پر "نکاح" کا حکم دیا گیا ہے۔ صاف صاف کہا گیا ہے کہ:۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو کہ تمہیں پسند ہوں ۔۔۔

اس آیت میں "عورت" اور "مرد" دونوں کو "شوہر" اور "بیوی" پسند کر کے "نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اب بتائیے کہ کسی "مولوی نے" "نکاح" کے لئے کبھی پسند کیا ہے کسی "کمسن بچی" کو؟ یا کسی "عورت" نے سنا ہے کہ اپنا شوہر کسی "بھولے بھالے بچے" کو پسند کیا ہے؟ اسلام فطری دین ہے وہ کبھی غیر فطری شادی یا کسی کام کے لئے نہیں کہہ سکتا۔ ہمارے مسلمان علماء نے اپنے غیر قرآنی اسلام میں بھلے جو کچھ پایا ہو۔ مگر دیکھئے کہ ایک ہندو عالم نے قرآن کی اس آیت سے کیا پایا ہے۔

دوسری بات جو اس آیت سے مستنبط ہوتی ہے، وہ عمر کا سوال ہے جب ایک مرد یا عورت اس قابل ہی نہیں کہ وہ نکاح کی اہمیت کا اندازہ لگا سکے تو وہ پسندیدگی کا اظہار کیا کریں گے؛ دوسری جگہ جہاں یتامیٰ کے اموال ان کے حوالہ کر دینے کا ذکر کیا ہے تو کہا اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (نساء ۱) "جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں" یہاں بلوغ اور نکاح کو مترادف قرار دیا ہے۔ گویا "نکاح" کی صحیح عمر بلوغ ہے اور اس سے پہلے نکاح کر لینا مناسب نہیں: (صفحہ ۷۹)

مگر جب "طلاق" کے سلسلے کی آیتیں پروفیسر ملک رام کے سامنے آئیں تو پھر وہ بھی مروجہ غلط فہمی میں پڑ گئے لکھا ہے:۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کی رو سے صغر سنی کی شادی ناجائز یا ممنوع ہے۔ جہاں عدت کے احکام بیان کئے ہیں، وہاں اُن عورتوں سے متعلق بھی حکم دیا جن کے ایام ماہواری شروع ہی نہیں ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نابالغ اور کمسن لڑکیوں کی شادی ناجائز نہیں قرار دیتا۔ (صفحہ ۷۹)

چنانچہ صفحہ ۱۳۶ کے فٹ نوٹ میں بھی انہوں نے اس خیال کو دہرایا ہے۔ چونکہ یہ خیال، غلط فہمی پر مبنی تھا۔ اس لئے مولانا اسلم جیراجپوری نے اس کتاب پر تنقید کرتے ہوئے، رسالہ "آجکل (دہلی)" کے جولائی نمبر ۱۹۵۵ء میں لکھا ہے:۔

قرآن کے نزدیک قطعی طور پر نکاح کی عمر "سن بلوغ" ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع میں ہے۔ بلوغ سے پہلے کمسن کے نکاح کے جواز کی جس آیت سے دلیل پکڑی گئی ہے، غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ آیت سورۂ طلاق میں ہے:

وَالّٰٓـئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِىْ لَمْ يَحِضْنَ (طلاق ۱)

تمہاری عورتیں جو بوجہ کبیر سنی، حیض سے مایوس ہو چکی ہیں، اگر تم کو شک ہو تو اُن کی مدت تین ماہ ہے اور اُن کی بھی جن کو حیض نہیں آیا ہے۔

یہاں سمجھ لئے، ان عورتوں سے جن کو "حیض نہیں آیا ہے" نابالغ لڑکیاں مراد لی ہیں۔ اور چونکہ یہ طلاق کی مدت کا بیان ہے جو نکاح کے بعد ہی ہوگی، اس لئے اس سے نکاح صغیرہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ میں بالغ عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو عوارض کی وجہ سے حیض نہیں آتا۔ یہاں لَمْ يَحِضْنَ سے ایسی ہی عورتیں مراد ہیں اس لئے قرآن نے مَا حِضْنَ نفی کا صیغہ استعمال نہیں کیا ہے بلکہ لَمْ يَحِضْنَ جحد کا صیغہ استعمال کیا ہے اور "نفی" اور "جحد" میں فرق ہے۔ "مَا حِضْنَ" "جن کو حیض نہیں آیا ہے۔ اور لَمْ يَحِضْنَ کے معنی ہیں جن کو حیض نہیں آسکا ہے؛ اس میں صرف وہ عورتیں آتی ہیں جو بالغ ہو چکی ہیں۔ مگر عارضی موانع کی وجہ سے ان کو حیض نہیں آیا ہے۔ دراصل صغیرہ کا نکاح غیر فطری ہے جس کا قرآن حکم نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ دینِ فطرت لے کر آیا ہے۔

جناب نیاز فتحپوری کو دوسرے علماء کافر بتلاتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ واقعی وہ کافر ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ ہمارے علماء کی عادت ہے کہ جو اُن کی ہاں میں ہاں نہ ملائے اور صرف قرآن کو کافی سمجھ کر اس سے مسلمانوں کو کچھ بتائے وہ کافر ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ یہ ان حضرات کا خاص کام ہے کہ لوگوں کو "کافر" بنایا اور بتایا کریں۔ بقول مولانا شبلی ایک مرتبہ ان علماء سے کہا گیا کہ یورپ میں تبلیغ کی ضرورت ہے۔ وہاں جائیے نا۔ تو جواب ملا کہ:۔

دن رات دیا کرتے ہیں تکفیر کے فتوے
کچھ ہم بھی تو بیٹھے ہوئے بے کار نہیں ہیں؟

ہر کیف! جناب نیاز نے "سادہ لوح" کے خلاف جب ہمارے علماء آگ برسا رہے تھے، "نابالغ عورت کے نکاح کے سلسلے میں، بجواب مضمون مولانا عبد الماجد دریابادی، ایک مضمون لکھا تھا جو "مجموعۂ استفسار و جواب جلد دوم کے صفحات ۴۳۲ سے ۴۴۸ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس مضمون کا ایک ٹکڑا ملاحظہ فرمایئے۔

"کلام مجید" میں چند جگہ نکاح کا ذکر آیا ہے اور ان میں سے کوئی مقام اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس سے صغر سنی کی شادی کی اجازت پیدا ہوتی ہو بلکہ میں تو یہ سمجھتا اور کہتا ہوں کہ وہاں بلوغ سے پہلے کی شادی ممنوع قرار دی گئی ہے اور اس وقت تک جتنے نکاح مولویوں نے قبل از بلوغ کئے ہیں وہ سب ناجائز تھے۔ سورۂ روم میں "نکاح" کی غرض و غایت کو جن صریح الفاظ میں ظاہر فرمایا گیا ہے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام نے فلسفۂ نکاح کو کیا سمجھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم ۳)

یعنی خدا نے تمہارے لئے جوڑے اس لئے پیدا کئے ہیں کہ تم اُن سے جی کا سکون پاؤ اور آپس میں خلوص و محبت کا رابطہ پیدا ہو

نیشنل مارکہ
ہمیشہ
سلے سلائے ملبوسات استعمال کریں
تمام بڑے دوکانداروں سے دستیاب ہو سکتے ہیں
(تیار کردہ)
زینت کلودنگ فیکٹری کراچی ۲

باب المراسلات

قرآن کریم سے بے تکلفیاں

[گجرات کے ایک ایڈوکیٹ صاحب نے عنوان بالا کے ماتحت ذیل کا مکتوب ارسال فرمایا ہے۔ طلوع اسلام]

مودودی صاحب کی محنت، استقلال اور ادب نوازی اور قلمی گلکاری نے انہیں اس وقت دقیانوسی علماء کا سرتاج بنا دیا ہے۔ وہ پراپیگنڈے کے فن کے اس قدر ماہر ہیں کہ ہمارے روشن خیال صحافی ان کے گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ مودودی صاحب کی کاوش سے بہت سے لوگوں میں مذہب کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ مگر بعض اوقات ان کے قلم کی بے راہ روی سے اسلام کے متعلق خطرناک غلط فہمیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ آپ کا قلم بعض اوقات نشتر کا کام دیتا ہے جو تعلیمات اسلامی میں مودودی کا داخل کردہ فاسد مادہ خارج کر دیتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اپنے قلم کو ذرا جنبش دیجئے تاکہ ایک معمولی سا اپریشن ہو جائے۔

اکتوبر کا "ترجمان القرآن" آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ امید ہے کہ "تفہیم القرآن" کے عنوان سے سورۂ نور کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مودودی صاحب نے جو گوہر فشانی فرمائی ہے اس کی فاش غلطیوں کو اپنی حقانی نگاہ سے پا لیا ہوگا۔ اور اس کا جواب بھی انشاء اللہ طلوع اسلام کے آئندہ پرچہ میں جائے گا۔ مودودی صاحب کے اس تازہ شاہکار کو پڑھ کر یقیناً آپ کو بہت کوفت ہوئی ہوگی۔ میں اپنے دل کے اضطراب کو آپ پر ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نفسیات کے آپ سب سے زیادہ رمز شناس ہیں۔ اس لئے آپ سے بحیثیت معالج کے نسخہ طلب کیا جاتا ہے۔ سورۂ نور کی پہلی آیہ کا ترجمہ درج کرنے کے بعد مولانا حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ "ان سب فقروں میں "ہم نے" پر زور ہے۔ یعنی اس کا نازل کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ "ہم" ہیں۔ اس لئے اسے کسی بے زور ناصح کے کلام کی طرح ایک ہلکی چیز نہ سمجھ بیٹھنا۔ خوب جان لو کہ اس کا نازل کرنے والا وہ ہے جس کے قبضے میں تمہاری جانیں اور قسمتیں ہیں اور جس کی گرفت سے تم مر کر بھی نہیں چھوٹ سکتے۔

دوسرے فقرے میں بتایا گیا ہے کہ جو باتیں اس سورے میں کہی گئی ہیں، وہ "سفارشات" نہیں ہیں۔ کہ آپ کا جی چاہے تو مانیں۔ ورنہ جو کچھ چاہیں کرتے رہیں۔ بلکہ یہ قطعی احکام ہیں جن کی پیروی کرنا لازم ہے۔ اگر مومن اور مسلم ہو۔"

پہلی آیت کی تفسیر یوں فرما کر دوسری آیت کا ترجمہ یوں ارشاد ہے:۔

"زانیہ عورت، اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامنگیر نہ ہو۔ اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔"

پہلی آیۂ تو یہ بتلا رہی تھی کہ یہ واضح اور غیر مبہم احکام ہیں۔ مگر دوسری آیہ میں اس قدر ابہام ہے کہ مودودی صاحب کو اس پر ۱۶ صفحات کی ایک طویل تشریح لکھنی پڑی۔ یہ تو ہوا ترجمہ۔ اب اس کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ہم یہاں صرف صفحہ ۱۰۶ کے ضمن (۶) کی عبارت نیچے نقل کرتے ہیں۔ ایک طویل گوہر افشانی ہے اور یہاں سے کلام الٰہی سے نہایت بے کانب تکلفی شروع ہو جاتی ہے۔ تحریف معنوی۔ مضمون آفرینی۔ اور افسانہ نویسی اور بہتان طرازی کی تمام انواع و اقسام سامنے آ جاتی ہیں۔ اور قرآن کی مظلومیت اور مہجان قرآن کی بے بسی کا ایک ہولناک منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ ضمن ۶ کا سارا متن جب تک نقل نہ کیا جائے۔ مودودی صاحب کی دماغی کیفیت، ان کی علمیت اور قرآن دانی کا صحیح تصور نہیں ہو سکتا وہ فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں زنا کی جو سزا مقرر کی گئی ہے۔ وہ دراصل محض زنا کی سزا ہے۔ زنا بعد احصان (یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب) کی سزا نہیں ہے۔ جو اسلامی قانون کی نگاہ میں سخت جرم ہے۔ یہ بات خود قرآن ہی کے ایک اشارے سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ یہاں اس زنا کی سزا بیان کر رہا ہے جس کے فریقین غیر شادی شدہ ہوں۔ سورۂ نسا میں پہلے ارشاد ہوا کہ:۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ ...... اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا (رکوع ۳)

تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں، ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو۔ اور اگر وہ گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو۔ یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کیلئے کوئی راستہ نکال دے

اس کے بعد تھوڑی دور آگے چل کر پھر فرمایا گیا:۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ..... فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ (رکوع ۴)

اور تم میں سے جو لوگ اتنی مقدرت نہ رکھتے ہوں کہ مومنوں میں سے محصنات کے ساتھ نکاح کریں تو وہ تمہاری مومن لونڈیوں سے نکاح کر لیں۔ پھر اگر وہ (لونڈیاں) محصنہ ہو جانے کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو محصنات کو ایسے جرم پر دی جائے۔

ان میں سے پہلی آیت میں توقع دلائی گئی ہے کہ زانیہ عورتیں جن کو سردست قید کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ بعد میں کوئی سبیل پیدا کرے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ نور کا یہ دوسرا حکم وہی چیز ہے جس کا وعدہ سورۂ نسا کی مذکورہ بالا آیت میں کیا گیا تھا۔

دوسری آیت میں شادی شدہ لونڈی کے ارتکاب زنا کی سزا بیان کی گئی ہے۔ یہاں ایک ہی آیت اور ایک ہی سلسلہ میں دو جگہ محصنات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ دونوں جگہ اس کے ایک ہی معنے ہیں۔ اب آغاز کے فقرے کو دیکھئے تو وہاں کہا جا رہا ہے کہ جو لوگ "محصنات" سے نکاح کرنے کی مقدرت نہ رکھتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد شادی شدہ عورت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایک آزاد خاندان کی بن بیاہی عورت ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد اختتام کے فقرے میں فرمایا جاتا ہے کہ لونڈی منکوحہ ہونے کے بعد اگر زنا کرلے تو اس کو اس سزا سے آدھی سزا دی جائے۔ جو محصنات کو اس جرم پر ملنی چاہیئے۔ سیاق عبارت صاف بتاتا ہے کہ اس فقرے میں بھی محصنات کے معنی وہی ہیں جو پہلے فقرے میں تھے۔ یعنی شادی شدہ عورت نہیں بلکہ آزاد خاندان کی حفاظت میں رہنے والی بن بیاہی عورت۔ اس طرح سورۂ نساء کی یہ دونوں آیتیں مل کر اس امر کی طرف اشارہ کر دیتی ہیں کہ سورہ نور کا یہ حکم جس کا وہاں وعدہ کیا گیا تھا، غیر شادی شدہ لوگوں کے ارتکاب زنا کی سزا بیان کرتا ہے۔ (مزید توضیح کے لئے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۳۴۲-۳۴۳)

اس لمبی چوڑی تشریح کے بعد صفحہ ۱۰۸ ضمن ۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ "یہ امر کہ زنا بعد احصان کی سزا کیا ہے قرآن مجید نہیں بتاتا بلکہ اس کا علم ہمیں حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ بکثرت معتبر روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قولاً اس کی سزا رجم (سنگساری) بیان فرمائی ہے۔ بلکہ عملاً آپ نے متعدد مقامات میں یہی سزا نافذ بھی کی ہے۔ پھر آپ کے بعد چاروں خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور میں یہی سزا نافذ کی اور اسی کے قانونی سزا ہونے کا بار بار، اعلان کیا۔ صحابہ کرام اور تابعین میں یہ مسئلہ بالکل متفق علیہ تھا۔ کسی ایک شخص کا بھی کوئی قول ایسا موجود نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ قرن اول میں کسی کو اس کے ایک ثابت شدہ حکم شرعی ہونے میں کوئی شک تھا۔ ان کے بعد تمام زمانوں اور ملکوں کے فقہائے اسلام اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ ایک سنت ثابتہ ہے۔ کیونکہ اس کی صحت کے اتنے متواتر اور قوی ثبوت موجود ہیں۔ جن کے ہوتے کوئی صاحب علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ امت کی پوری

تاریخ میں بجز خوارج اور بعض معتزلہ کے کسی نے بھی اس سے انکار نہیں کیا ہے۔ اور ان کے انکار کی بنیاد بھی یہ نہیں تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حکم کے ثبوت میں وہ کسی کمزوری کی نشان دہی کرسکے ہوں۔ بلکہ وہ اسے قرآن کے خلاف قرار دیتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کے اپنے فہم قرآن کا قصور تھا۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن الزانی والزانیہ کے مطلق الفاظ استعمال کرکے اس کی سزا سو کوڑے بیان کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن کی رو سے ہر قسم کے زانی اور زانیہ کی سزا یہی ہے اور اس سے زانی محصن کو الگ کرکے اس کی کوئی اور سزا تجویز کرنا قانون خداوندی کی خلاف ورزی ہے۔ مگر انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن کے الفاظ جو قانونی وزن رکھتے ہیں۔ وہی قانونی وزن ان کی اس تشریح کا بھی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو۔ بشرطیکہ وہ آپ سے ثابت ہو۔"

مودودی صاحب نے اپنی طباعی اور شوخی قلم کے لئے قرآن کریم کو ایک جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اچھا ہوتا اگر وہ کسی اور شغل میں شغف کرتے۔ اور قرآن پر یہ ظلم برپا نہ کرتے۔ مودودی صاحب نے اپنے ان خیالات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے لغت سے بھی انحراف کیا ہے۔ عقل سلیم اور منطق اور دلیل سے تو کوئی سروکار ہی نہیں رکھا۔ ہاں قارئین کرام کی زود اعتقادی اور عقیدت مندی پر انحصار کرکے جو جی میں چاہا ہے لکھدیا ہے۔ کسی لغت کی کتاب اور قرآن کریم کے کسی حصہ میں "محصنات" کے معنی بن بیاہی عورتیں نہیں لیا گیا۔ مگر مودودی صاحب کو اصرار ہے کہ لونڈیوں کو محصنہ ہونے کے بعد بدچلنی پر نصف سزا ملے گی۔ جو محصنات کے لئے مقرر ہے۔ محصنات سے مراد مودودی صاحب کی لغت کی رو سے بن بیاہی عورتیں ہیں۔ محصنہ واحد ہے محصنات سے۔ اگر محصنات بن بیاہی عورتیں ہیں تو لونڈی کا محصنہ ہونا بھی بن بیاہا ہونا ہی مراد لینا چاہیئے مگر مودودی صاحب کا ارشاد ہے کہ انہیں یہاں محصنہ سے مراد شادی شدہ لونڈی ہے۔ جس کے خلاف ارتکاب زنا کی سزا تجویز ہو رہی ہے۔ ایک ہی آیہ میں مودودی صاحب ایک ہی لفظ کے دو متضاد معانی بیان کر رہے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں انھیں کچھ حجاب نہیں۔

پانچواں سپارہ لفظ "محصنٰت" سے شروع ہوتا ہے اور وہاں اس کے معنی اکثر مفسرین نے شادی شدہ عورت ہی لیا ہے۔ اور بعض نے پاکدامن عورتیں یا آزاد عورتیں مراد لی ہیں۔ مگر آج تک کسی نے اس کے معنی بن بیاہی عورتیں نہیں کئے۔ احصان کے معنی نکاح کرنے کے ہیں جیسا کہ فَاِذَا اُحْصِنَّ کے الفاظ سے واضح ہیں۔ مودودی صاحب نے سورۂ نور کے اس حکم سے سورۂ نساء کے رکوع ۳ کی آیہ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ حالانکہ سورۂ نور میں زنا کی سزا بتلائی گئی ہے۔ اور سورۂ نساء میں مجرد "الفاحشۃ" کی سزا بیان ہوئی ہے۔ اور "الفاحشۃ" سے مراد ہر فعل شنیع ہے جسمیں مبادیات زنا بھی شامل ہیں۔ اور وہاں انہی کی سزا مذکور ہے۔ مودودی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ شادی شدہ لونڈی کی سزا تو قرآن میں مذکور ہے۔ مگر شادی شدہ آزاد عورت کی سزا بیان نہیں کی گئی۔ اسی طرح غیر شادی شدہ آزاد اور لونڈی کی سزا سورۂ نور میں سو کوڑے بتائی گئی ہے لیکن اگر یہ لونڈی نکاح کرنے کے بعد زنا کرے تو اس کی سزا نصف ہو جائے گی۔ کیونکہ اس نے اپنے شوہر کے سوا کسی اور پر بھی کرم گستری کر دی ہے۔ اس لئے سزا نصف ہو گئی ہے اگر یہ کہیں کہ سورۂ نور میں زانی اور زانیہ سے مراد آزاد مرد اور آزاد عورت ہے۔ تو قرآن نے غیر شادی شدہ لونڈی کے زنا کو سزا سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اور حدیث اور تعامل بھی اس کے بارے میں خاموش ہیں۔ ان قیمتی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مودودی صاحب نے خوارج اور بعض معتزلہ کو ملزم قرار دیا کہ وہ کیوں زنا کی سزا رجم کو خلاف قرآن سمجھ کر اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور انھیں ڈانٹا ہے۔ اور کہا ہے کہ "مگر انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن کے الفاظ جو قانونی وزن رکھتے ہیں وہی قانونی وزن ان کی اس تشریح کا بھی ہے جو نبی صلعم نے کی۔ بشرطیکہ وہ آپ سے ثابت ہو۔" آگے چل کر چند غیر متعلق باتیں لکھ دی ہیں۔ کہ السارق والسارقۃ کی سزا قطع ید ہے مگر حدیث نے ہر چور کی سزا قطع ید نہیں بتلائی۔ صاف ظاہر ہے کہ السارق والسارقۃ کی اصطلاح عادی چوروں پر صادق آتی ہے۔ اور قطع ید کی سزا بھی انتہائی سزا ہوگی۔ مگر یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ قانون ساز نے سزا سو درے رکھ دی ہو۔ اور شارح نے اس کے معنی "رجم" کر دیئے ہوں۔ یہ شرح نہیں بلکہ قانون سازی ہے

بہرحال مودودی صاحب کی مذکورہ بالا تفسیر طبیعت پر بہت گراں گزری ہے۔ مگر اس کا کیا جواب کہ تعامل اور احادیث قرآن کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے نظر آتے ہیں کیا یوں تو نہیں کہ مجرد زنا کی سزا تو وہی ہے۔ جو قرآن کریم نے بیان کی ہے۔ مگر ایک شادی شدہ عورت نے جو عہد وفا توڑا اور اپنے خاندان اور اپنے خاوند کے خاندان کو ذلیل کیا اور مرد زانی نے اپنے خاندان کو رسوا کیا۔ اور اپنی بیوی اور اس کے خاندان کو اشتعال دلایا۔ اس لئے وہ جہاں زنا کی سزا سو درے کا مصداق ہوا۔ وہاں معاشرے کے عام رجحانات اور روایات کے پیش نظر اپنے زمانہ کے تقاضوں کے حسب حال سوسائٹی کے حضور سے بھی سزا کا مستوجب ٹھہرا۔ اور معاشرے نے اس کی جو سزا اپنی مجلس قانون ساز کے ذریعہ ایسے مجرموں کے لئے تجویز کی ہے۔ اس کے وہ سزاوار قرار دیئے گئے۔ کسی وقت اسکی سزا رجم تجویز ہوئی اور اب موجودہ زمانہ کے فرنگی معاشرے نے معاوضہ یا تاوان مقرر کر رکھی ہے۔ اس سزا کو قرآن کی مقرر کردہ سزا سے کچھ تصادم نہیں۔ وہاں مجرد زنا کی سزا تجویز ہوئی ہے۔ یہاں بدعہدی اور شرائط نکاح کی خلاف ورزی کی عقوبت مقرر کی جا رہی ہے۔ بہرحال یہ معاملہ صاف نہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ نبی کریم صلعم اور خلافت راشدہ کے وقت قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی لہٰذا ہم تاریخ کے واقعات اور تعامل سے ثابت شدہ حقائق کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور ان

تمام روایات کو عجمی سازش قرار دے کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں کافی نہیں ہوگا۔ اگر ہو سکے، تو اس پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں۔ یا یہ ثابت کر دیجئے کہ واقعی حضور نے یا حضور کے جانشینوں نے کسی زانی یا زانیہ کو رجم نہیں کیا۔ مودودی صاحب نے حضرت عمر فاروقؓ کی روایت کے متعلق یہ آیۂ رجم جو اگرچہ مرفوع التلاوت ہے۔ مگر اب تک واجب التعمیل ہے کا حوالہ نہیں دیا، اس کے متعلق بھی کچھ ارشاد ہو!

طلوعِ اسلام | مودودی صاحب کی تفسیر کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور اس کے بعد یہ سلسلہ ان کے ماہنامہ میں مسلسل جاری ہے جو کچھ شائع شدہ جلدوں میں لکھا گیا ہے۔ اور جو کچھ ماہنامہ میں لکھا جا رہا ہے۔ اس میں بکثرت مقامات ایسے ہیں، جن میں قرآن سے اختلاف ہی نہیں بلکہ مذاق کیا گیا ہے۔ طلوع اسلام میں ان میں سے بعض امور کے متعلق لکھا بھی گیا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ طلوع اسلام کی محدود وسعت کے پیش نظر یہ ناممکن ہے کہ مودودی صاحب کی ہر بات کا جواب اس میں شائع ہو سکے۔ نیز طلوع اسلام کے سامنے یہی ایک کام تو نہیں کہ وہ مودودی صاحب کے اباطیل کی تردید کرتا رہے۔ اس کے سامنے اور بہت سے اہم کام بھی ہیں۔

جہاں تک زیر نظر مسئلہ کا تعلق ہے، آپ سوچئے کہ قرآن کریم میں معدودے چند جرائم ایسے ہیں، جن کی سزا متعین کی گئی ہے۔ قتل، چوری، قذف، زنا اور نظام کے خلاف بغاوت۔ اب اگر ان جرائم کی سزا کے متعلق بھی صورت یہ ہو (جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے) کہ جرم کے ایک حصہ کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اور اس کے دوسرے حصہ کی سزا احادیث میں ملتی ہے۔ تو اس قسم کے قانون دینے والے خدا کے متعلق جو تصور پیدا ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ مودودی صاحب کے دل میں تو نہ خدا کا احترام ہے نہ دین کی عظمت۔ لیکن جو لوگ خدا کو فی الواقعہ خدا مانتے ہیں۔ وہ اس صورت حال کو کس طرح تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ کہ خدا پہلے ایک حکم دے دیتا ہے۔ پھر اسے منسوخ کر دیتا ہے۔ ایسا دین مودودی صاحب اور ان کے متبعین ہی کے شایان شان ہو سکتا ہے۔

قرآن نے زانی اور زانیہ کی سزا بیان کر دی ہے اور اسمیں کہیں یہ تخصیص نہیں کہ یہ سزا کنواروں کے لئے ہے شادی شدہ کی سزا حدیث میں ملے گی۔ ہمارے نزدیک قرآن کا یہ حکم اس باب میں حرف آخر ہے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلعم قرآن ہی پر عمل فرماتے تھے۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہؐ نے زنا کے متعلق قرآنی فیصلہ ہی کو نافذ فرمایا ہوگا۔ اس کے علاوہ جو باتیں حضور کی طرف منسوب ہیں وہ اسی بنا پر ناقابل قبول ہیں کہ وہ قرآن کے خلاف ہیں۔ اور حضورؐ کا کوئی عمل یا فعل قرآن کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ جہاں تک حدیث اور تعامل کے سند ہونے کا تعلق ہے۔ حدیثوں کے متعلق خود مودودی صاحب فرما چکے ہیں کہ اور تو اور بخاری کی احادیث بھی تمام کی تمام جوں کی توں ماننے کے قابل نہیں۔ باقی رہا تعامل تو اس کے لئے انھوں نے واضح الفاظ میں لکھ دیا ہوا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اسلام کے برگزیدہ پر جاہلیت پورے طور پر مسلط ہو چکی تھی۔ ان حالات میں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے تعامل کی بکثرت جزئیات ایسی ہو سکتی ہیں جو جاہلیت سے متاثر ہو چکی ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی غلط عقیدہ پر ہزار برس سے بھی متواتر عمل ہو رہا ہو تو وہ عمل پھر بھی باطل ہی رہتا ہے۔ یہ دلیل کہ ہزار برس سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اسے حق قرار دینے کے لئے قطعاً کافی نہیں ہو سکتی۔ حق اور باطل کا معیار خدا کی کتاب ہے جو ہر قسم کی اثر پذیری سے بلند و بالا رہی ہے اور رہے گی۔

ہمارے محترم مستفسر نے یہ لکھا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ رسول اللہؐ یا صحابہؓ نے رجم کی سزا نہیں دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس بات کا ثبوت کس سند سے مانگتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ہم تاریخ سے ایسا ثابت کریں۔ تو ہماری گذارش یہ ہے کہ تاریخ کی تو ہمارے پاس بھی وہی کتابیں ہیں۔ جن میں یہ سب کچھ خلاف قرآن واقعات رسول اللہ کی طرف منسوب کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس وہ کونسا ذریعہ علم ہے جس کی بنا پر ہم آج چودہ سو برس کے بعد تاریخ کی کوئی ایسی کتاب لے آئیں۔ جس میں اس قسم کی خرافات درج نہ ہوں جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک تاریخ روایات یا دیگر کتب آثار و سیر میں صحیح اور غلط کے پرکھنے کا معیار صرف یہ ہے کہ جو بات قرآن کے خلاف ہے۔ وہ کبھی رسول اللہ کی نہیں ہو سکتی۔

محترم مستفسر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم آیت رجم کے متعلق کچھ لکھیں۔ اس کے متعلق ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں، لیکن ان کی اور دیگر قارئین کی سہولت کی خاطر اسے ایک مرتبہ پھر دہرا دیتے ہیں۔ سورۂ نور کی جو آیت محترم مستفسر نے اپنے خط میں لکھی ہے اس کے ضمن میں تفسیر ابن کثیر میں (جس کا شمار بلند پایہ تفاسیر میں ہوتا ہے) حسب ذیل تصریحات ملتی ہیں۔

"موطا مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ لوگو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اس کتاب اللہ میں رجم کرنے کے حکم کی آیت بھی تھی۔ جسے ہم نے تلاوت کی۔ یاد کی۔ اس پر عمل بھی کیا۔ خود حضورؐ کے زمانہ میں بھی رجم ہوا۔ اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کچھ زمانہ گذر جانے کے بعد کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کے اس فریضہ کو جسے اللہ نے اپنی کتاب میں اتارا چھوڑ کر مر جائیں کتاب اللہ میں رجم کا حکم مطلق حق ہے۔ اس پر جو زنا کرے اور ہو شادی شدہ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ اس کے زنا پر کوئی شرعی ثبوت یا حمل موجود ہو۔ یہ حدیث صحیحین میں اس سے بھی مطول موجود ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم رجم یعنی سنگساری کا مسئلہ قرآن میں نہیں پاتے۔ قرآن میں صرف کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ یاد رکھو خود

کیا آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہیں؟

مزاج شناس رسول | یہ کون بتلائے کہ صحیح احادیث کونسی ہیں اور غلط کونسی؟ مزاج شناس رسول؛ مزاج شناس کون ہیں؟ اکی تفصیل اس کتاب میں ملے گی۔ ۴۴۴ صفحات ——— قیمت چار روپے

مقام حدیث | حدیث کے متعلق تمام اہم سوالات کے تفصیلی جواب۔ احادیث کے متعلق اتنی معلومات کسی جگہ یکجا نہیں ملیں گی۔ دو جلدیں ہر جلد کے قریباً چار سو صفحات۔ اور قیمت فی جلد ——— چار روپے

فردوس گم گشتہ | (از پرویز) ان مضامین کا مجموعہ جنہوں نے تعلیمیافتہ نوجوانوں کی نگاہ کا زاویہ بدل دیا۔ خالص ادبی نقطۂ نگاہ سے۔ اَدَب و لٹریچر کی بلند پایہ اصلیت۔ ۴۰۸ صفحات ——— قیمت چھ روپے

نوادرات | (از علامہ اسلم جیراجپوری، علامہ موصوف کے مضامین کا نادر مجموعہ۔ چار سو صفحات ——— قیمت چار روپے

اسلامی معاشرت | (از پرویز) مسلمان کے عادات و اخلاق کا خاکہ۔ رہنے سہنے کے ڈھنگ۔ سرکاری ملازمین کے فرائض و واجبات۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر اسلوب قرآنی آئینہ میں، صفحات ۱۹۲ - قیمت دو روپے

نظام ربوبیت | (از پرویز) انسان کے معاشی مسائل کا قرآنی حل اور اشتراکیت کا قرآنی تصور دور حاضرہ کی عظیم کتاب۔ ضخامت تین سو صفحے

قیمت (قسم اول) ——— چھ روپے

(قسم دوم) غیر مجلد ——— چار روپے

اقبال اور قرآن | (از پرویز) علامہ اقبال کے قرآنی پیغام سے متعلق محترم پرویز صاحب کے انقلاب آفریں مقالات کا مجموعہ

ڈسٹ کور کے ساتھ۔ صفحات دو سو چھپن (۲۵۶) ——— قیمت ۵ روپے

تمام کتابیں مجلد ہیں اور گرد پوش سے آراستہ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: ادارہ طلوع اسلام۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۳۱۴۔ کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ قرآن میں جو نہ تھا عمرؓ نے لکھدیا۔ تو میں آیت رجم کو اسی طرح لکھدیتا جس طرح نازل ہوئی تھی۔ یہ حدیث نسائی شریف میں بھی ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں رجم کا ذکر کیا اور فرمایا رجم ضروری ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک ہے خود حضورؐ نے رجم کیا۔ اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ اگر لوگوں کے اس کہنے کا کھٹکا نہ ہوتا کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں زیادتی کی جو اس میں نہ تھی تو میں کتاب اللہ کے ایک طرف آیت رجم لکھدیتا۔ عمر بن خطاب عبد اللہ بن عوف اور فلاں فلاں کی شہادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ یاد رکھو تمہارے بعد ایسے لوگ آنے والے ہیں جو رجم کو اور شفاعت کو اور عذاب قبر کو جھٹلائیں گے۔ اور اس بات کو بھی کہ کچھ لوگ جہنم سے اس کے بعد نکالے جائیں گے کہ وہ کوئلے ہو گئے ہوں۔ مسند احمد نے لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رجم کے حکم کے انکار سے کی ہلاکت سے بچنا الخ۔ امام ترمذی بھی اسے لائے ہیں اور اسے صحیح کہا ہے۔ ابو العلیٰ موصلی میں ہے کہ لوگ مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت زید بن ثابت بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ شادی شدہ مرد یا عورت جب زناکاری کریں۔ تو انھیں ضرور رجم کردو۔ مروان نے کہا کہ پھر تم نے اس آیت کو قرآن میں نہ لکھ لیا؟ فرمایا سنو ہم میں جب اس کا ذکر چلا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری تشفی کردیتا ہوں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے آپ سے ایسا ذکر کیا۔ اور رجم کا بیان کیا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ رجم کی آیت لکھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو میں لکھ نہیں سکتا یا اسی کے مثل۔ یہ روایت نسائی میں بھی ہے۔ پس ان سب احادیث سے ثابت ہوا کہ رجم کی آیت پہلے لکھی ہوئی تھی۔ یا پھر تلاوت میں منسوخ ہو گئی۔ اور حکم باقی رہا واللہ اعلم۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بیوی کو رجم کا حکم دیا جس نے اپنے ملازم سے بدکاری کرائی تھی۔ اسی طرح حضورؐ نے ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک غامدیہ عورت کو رجم کرایا۔ ان سب واقعات میں یہ مذکور نہیں کہ رجم سے پہلے آپ نے انھیں کوڑے بھی لگوائے ہوں۔ بلکہ ان سب صاف اور صحیح حدیثوں میں صرف رجم کا ذکر ہے۔ کسی میں بھی کوڑوں کا بیان نہیں۔ اسی لئے جمہور علمائے اسلام کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ، مالک، شافعی رحمہم اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں امام احمدؒ فرماتے ہیں پہلے اسے کوڑے مارنے چاہئیں۔ پھر رجم کرنا چاہئے۔ تاکہ قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جائے جیسے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آپ کے پاس سراحہ [illegible] لائی گئی شادی شدہ عورت تھی اور زناکاری میں آئی تھی۔ تو آپ جمعرات کے دن کوڑے لگوائے اور جمعہ کے دن سنگسار کرادیا۔ اور فرمایا کہ کتاب اللہ پر عمل کرکے میں نے کوڑے پٹوائے۔ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرکے سنگسار کرایا۔ مسند احمد سنن اربعہ اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بات لے لو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ نکال دیا۔ کنوارا کنواری کے ساتھ زنا کرے تو سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی اور شادی شدہ کے ساتھ کرے تو رجم"۔

آپ نے اس سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ مودودی صاحب اپنی تفسیر میں آیت رجم کو کیوں گول کر گئے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ رجم کی سزا قرآن میں نہیں بلکہ حدیث میں ملتی ہے۔ اور حدیث اس باب میں یہ کہتی ہے کہ یہ سزا خود قرآن کے اندر موجود تھی۔ لیکن وہ آیت موجودہ قرآن میں شامل نہیں ہے۔

یاد رکھئے! جب تک ہم تاریخ اور روایات کو ان کے صحیح مقام پر نہیں رکھتے۔ اس وقت تک دین اور رسول کی صحیح عظمت ہمارے سامنے نہیں آسکتی۔ لیکن اس باب میں مشکل یہ ہے کہ تاریخ و روایات کو ان کے صحیح مقام پر رکھنے میں ہماری اس عقیدت مندی کو دھچکا لگتا ہے جو ہمیں بعض شخصیتوں سے ہے۔ ہمارے دلوں میں ان اشخاص کی محبت خدا اور رسول کی عظمت سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور یہی سب سے بڑی خرابی ہے۔

معارف القرآن کی دوسری جلد جسے نظرثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے
ابلیس و آدم
قیمت :- آٹھ روپے

تحفہ دینا
اچھی بات ہے
بی پی
کی مٹھائیاں
تحفہ میں
دیجئے

قرآنی انقلاب کا لٹریچر

معراج انسانیت — (زیر طبع) سیرت صاحب قرآن علیہ التحیۃ والسلام کو قرآن کے آئینہ میں دیکھنے کی پہلی اور کامیاب کوشش۔ مذاہب عالم کی تاریخ اور تہذیبی پس منظر کے ساتھ ساتھ حضور سرور کائنات کی سیرت اور دین کے متنوع گوشے نکھر کر سامنے آگئے ہیں۔ بڑے سائز کے قریباً نو سو صفحات۔ اعلیٰ ولایتی گلیز کاغذ۔ مضبوط جلد مع گردپوش۔ قیمت بیس روپے

ابلیس و آدم — (زیر طبع) سلسلہ معارف القرآن کی دوسری جلد جسے نظرثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ انسانی تخلیق۔ قصہ آدم جنت ملائکہ۔ وحی وغیرہ جیسے اہم مباحث کی حامل۔ بڑی تقطیع کے ۴۷۳ صفحات — قیمت آٹھ روپے

قرآنی دستور پاکستان — اس میں پاکستان کے لئے قرآنی دستور کا خاکہ دیا گیا ہے اور حکومت علماء اور اسلامی جماعت کے مجوزہ دستور پر تنقید کی گئی ہے۔ دو سو چوبیس صفحات — قیمت دو روپے آٹھ آنے

اسلامی نظام — اسلامی مملکت کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ اور اسلامی نظام کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں پرویز اور علامہ اسلم جیراجپوری کے مقالات جنہوں نے فکر و نظر کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ ۱۸۰ صفحات۔ قیمت دو روپے

سلیم کے نام — (زیر طبع) نوجوانوں کے دل میں اسلام سے متعلق جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کا شگفتہ مدلل اور اچھوتا جواب بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات — قیمت چھ روپے

قرآنی فیصلے — روزمرہ کی زندگی کے ساٹھ اہم مسائل و معاملات پر قرآن کی روشنی میں بحث ۴۰۰ صفحات — قیمت چار روپے

اسباب زوال امت — (زیر طبع) مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا مرض کیا ہے اور علاج کیا؟ ایک سو اڑتالیس صفحات — قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

جشن نامے — ایسے عنوانات جنہیں پڑھ کر ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی ہو اور آنکھوں میں آنسو۔ طنز اور تنقید کے گہرے نشتر سات سالہ دور آزادی کی سسکتی ہوئی تاریخ ۲۷۵ صفحات — قیمت دو روپے آٹھ آنے

تمام کتابیں مجلد ہیں اور گردپوش سے آراستہ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:- ناظم ادارہ طلوع اسلام۔ پوسٹ بکس نمبر ۳۱۳ - کراچی

حقائق و عبر

جماعت اسلامی کے صالحین کی بولی

جمعیت اہلحدیث کے ترجمان "الاعتصام" کی ۲۰ر نومبر کی اشاعت میں عنوان بالا کے ماتحت ایک مبسوط مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس کے جستہ جستہ اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

"جماعت اسلامی نے ایک عرصہ سے تمام علماء دین بالخصوص مولانا احمد علی صاحب کے خلاف ایک منظم محاذ جنگ قائم کر رکھا ہے ـــــ مولانا احمد علی صاحب ایک مانے ہوئے عالم دین ہیں۔ ان کی نیکی و صالحیت کا دامن بڑا ہی وسیع ہے۔ ان کے پیچھے علم و اخلاق کی ایک تاریخ ہے خدمت ملک و ملت کے باب میں ان کی مخلصانہ قربانیاں جماعت اسلامی سے بہرحال زیادہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ انسان ہیں۔ ان سے لغزش ہوسکتی ہے۔ وہ تعبیر و ترجمانی میں غلطی کرسکتے ہیں۔ ان کے طرز استدلال میں گفتگو ہوسکتی ہے مگر جماعت اسلامی کی بارگاہ صحافت سے ان کو جن خطابات سے نوازا جارہا ہے۔ اور جس انداز سے ان کے علم و مطالعہ اور ان کے زہد و تقویٰ کو ہدف۔ موضوع بنایا گیا ہے۔ اس سے جماعت اسلامی کے طرز تنقید اور اس کے ترجمانوں کے اسلوب کلام سے بہت مایوسی ہوئی ہے۔

زیادہ حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ مولانا احمد علی صاحب کی مخالفت میں یہ اتنے اندھے ہوگئے ہیں کہ ان ابتدائی انسانی اخلاق کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے۔ جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے بارے میں گفتگو کرتے وقت ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ اس ضمن میں ہمیں سب سے زیادہ تکلیف مولانا نصر اللہ خاں کے طرز تحریر سے ہوئی جو انھوں نے "ایشیا" کے صفحات میں مولانا احمد علی کے لئے روا رکھی۔ بعینہٖ وہ الفاظ لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جو انھوں نے مولانا احمد علی کے لئے بے دریغ استعمال کئے ہیں۔ مگر چونکہ جماعت اسلامی ایک دینی و مذہبی جماعت کے قالب میں ڈھل کر عوام میں نمودار ہوئی ہے۔ اس لئے ہم دل پر پتھر رکھ کر اور مولانا احمد علی صاحب سے معذرت خواہ ہو کر چند الفاظ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہوسکے کہ اس جماعت کے صالحین کس قسم کی بولی بولتے ہیں۔

مولانا نصر اللہ خاں نے مولانا کے حق میں جاہل، بہتان طراز، مفتری، اخلاقی تعلیمات سے بے بہرہ، تقویٰ، تقدس للہیت اور تقرب الی اللہ کا ڈھونگ رچانے والے، غیر معقول مسی صورت والے، فریبی، جھوٹے، تقدس و تقویٰ کی دھونس رچانے والے، مذبوحی حرکتیں کرنے والے، علم و اخلاق سے بے تعلق۔ فاسد ذہنیت کے مالک، پیشہ ور دینیدار، عقل کے اندھے، غیر ذمہ دار، قرآن کے فہم سے عاری۔ نہ خداترس، بے حس۔ خدا اور مخلوق کی شرم سے بے بہرہ، بے حیا، بے وقوف۔ گھناؤنے اور مکروہ اخلاق کے مالک، دیوبند کی چراگاہ سے نکلے ہوئے، فریبی، دجل و کذب کے مالک، شور مچانے والے، کفن چور، افیونی، شوریدہ سر۔ ایسے مکروہ الفاظ نہایت فراخدلی سے استعمال کئے ہیں۔

مولانا نصر اللہ خاں اور جماعت اسلامی کے دوسرے لوگ جس "اخلاق و شرافت" کا مظاہرہ اخبارات میں کر رہے ہیں۔ کیا جماعت اسلامی میں کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو ان کو اس پر ٹوکنے کی جرات کرے؟ کیا مولانا امین احسن اصلاحی جو ترجمان القرآن کے اکتوبر کے پرچے میں اخلاق و شرافت کے معلم بن کر نمودار ہوئے ہیں۔ ان میں یہ ہمت نہیں کہ اپنے آدمیوں کو اس بے ہودگی سے روکنے کی کوشش کریں۔"

الاعتصام نے صرف ملک نصر اللہ خاں عزیز کی تحریروں کا نمونہ پیش کیا ہے۔ لیکن طلوع اسلام اس سے پہلے اس جماعت کے امیر، جناب مودودی صاحب اور نائب امین احسن اصلاحی صاحب کی تحریروں کے نمونے بھی پیش کرچکا ہے۔ لہٰذا یہ توقع رکھنا کہ اس جماعت میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نکل آئے گا جو اس قسم کی بدزبانی اور درشت کلامی کو بند کردے گا۔ ایک عبث توقع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دولت اور قوت کا نشہ ایسی بری بلا ہے کہ اس میں انسان اپنی عقل و ہوش کے ساتھ سیرت و کردار کو بھی کھو دیتا ہے۔ یہ حضرات (جن میں مودودی صاحب اور اصلاحی صاحب بھی شامل ہیں) اپنی غریبی کے زمانہ میں اس قسم کے بدکلام نہیں تھے۔ اور بات صرف بدکلامی ہی کی نہیں۔ دروغ بافی۔ تہمت تراشی اور جھوٹا پروپیگنڈہ ان کا معمول بن چکا ہے (ہم یہ الفاظ پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ اور ہر وقت اس کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں) اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں میں اس سے پہلے بھی ایسی سیاسی پارٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ جنھوں نے مذہب کے نام پر بہت سی تباہیاں پھیلائیں۔ لیکن جس منظم طریقے پر جماعت اسلامی یہ کچھ کر رہی ہے۔ اس کی مثال شاید ہی کہیں اور ملے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اگر ان کے ہاتھ میں وہ اقتدار آگیا جس کے لئے یہ نظام شریعت کی آڑ میں اس قدر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں تو اس ملک میں کوئی شریف آدمی بھی امن اور حفاظت سے رہ سکے گا۔؟

تاریخ سے سبق

مشہور سیاح یاقوت حموی نے رے کی تباہی کی داستان لکھتے ہوئے بتلایا ہے کہ میں رے کے ویرانے سے ۶۱۷ھ میں گزرا تو دیکھا کہ اس کے کھنڈروں کی دیواریں کھڑی ہیں۔ اس کے منبر باقی ہیں اور چونکہ یہ شہر جلد ہی ویران ہوا تھا۔ اس لئے اس کی دیواروں کے نقش و نگار بھی علیٰ حالہٖ قائم ہیں۔ میں نے وہاں کے ایک سمجھدار آدمی سے اس ویرانی کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا سبب تو معمولی ہے مگر خدا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو پورا کر ہی دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس شہر میں تین گروہ تھے۔ ایک تو شافعیہ جن کی تعداد بہت کم تھی۔ دوسرے حنفیہ جن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور تیسرے شیعہ جن کی تعداد سب سے زیادہ تھی اہل شہر میں سے نصف شیعہ تھے۔ اور دیہاتوں میں شیعہ زیادہ تھے۔ ان کے بعد حنفی۔ پہلے سنی اور شیعوں میں تعصب پیدا ہوا۔ اور حنفیوں اور شافعیوں نے ان پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اور طویل لڑائیوں کے بعد ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ اس کے بعد حنفیوں اور شافعیوں میں کشمکش پیدا ہوئی۔ دونوں کے مابین لڑائیاں ہوئیں۔ دیہات کے حنفی شہر میں ہتھیار لے کر آتے اور شہری احناف کی مدد کرتے تھے۔ مگر شافعیوں نے حنفیوں کا خاتمہ کردیا۔ شہر کے یہ سب ویران محلے جو تم دیکھ رہے ہو انھیں حنفیوں اور شافعیوں کے محلے ہیں۔ اب صرف ایک محلہ شافعیوں کا رہ گیا ہے۔ جو رے کا سب سے چھوٹا محلہ ہے؟

یہ صرف تاریخ کا ایک اقتباس ہے۔ اگر ہم اپنی تاریخ کا بالاستیعاب مطالعہ کریں تو اس قسم کے متعدد واقعات ہمارے سامنے آجائیں گے۔ جن میں مسلمانوں کے فرقوں کے باہمی تعصب

سالمارین

دردوں کے لئے اکسیر ہے

گٹھیا، رینگن، درد کمر، ریاحی درد، درد شقیقہ، سر درد اور زہریلے جانوروں کے کاٹے کے لئے اکسیر ہے
انتہائی درد کی بے چینی کو دور کرکے سکون پہنچاتی ہے۔ اس کا مسلسل استعمال دائمی آرام کا ضامن ہے۔
ھوائی جہاز، ریل اور بحری جہاز میں سفر کرنے والوں کے لئے سالمارین بہترین وقتی مددگار ہے۔
قیمت فی شیشی دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ اپنے شہر کے ہر اچھے دوا فروش سے خریدیں۔ یا

سالمالیبارٹریز (پاکستان) ۲۷، زینت مینشن۔ میکلوڈ روڈ۔ کراچی

اور عداوت نے سلطنتوں کو تباہ اور مملکتوں کو برباد کر دیا۔ سب سے بڑی تباہی عباسی سلطنت کی تصور کی جاتی ہے۔ وہ خود ایک شیعہ وزیر کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ جس نے اس غرض کے لئے ہلاکو خاں کو بلا منگایا تھا۔ مسلمانوں کے فرقوں کی باہمی عداوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ فرقوں کا وجود ہی دوسروں سے نفرت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس لئے فرقوں کی موجودگی میں تمام مسلمانوں کا امت واحدہ بن جانا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے فرقہ بندی کو شرک قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ توحید کا عملی مظاہرہ ملت کی وحدت ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ مملکت پاکستان میں اس قسم کا دستور نافذ ہو جائے گا جس سے آہستہ آہستہ فرقہ بندی کی لعنت ختم ہو جائے گی۔ اور اس کے لئے ہم مسلسل کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن یہاں رجعت پسند عناصر جس تیزی اور شدت سے ابھر رہے ہیں اور سیاسی مفاد پرستوں نے جس مذہب کو اپنی سپر بنا رکھا ہے اس کے پیش نظر ہمیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ملک بھی مذہبی فرقوں کی کشمکش کی آماجگاہ بن کے رہے گا۔ اور ان ہی کے ہاتھوں (خاکم بدہن) یہ مملکت بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس وقت تو یہ فرقے مذہب کے نام پر حصول اقتدار کی کوششوں میں متحد نظر آتے ہیں۔ لیکن جب انہیں اقتدار حاصل ہو جائے گا۔ تو پھر دیکھئے گا کہ کس طرح آپس میں دست بگریباں ہوتے ہیں۔ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے۔

ہماری کس قدر بدقسمتی ہے کہ ہم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اس کی روک تھام کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ فرقہ پرستی کے خلاف طلوع اسلام کی تنہا آواز ہے جو مخالفتوں کے اتنے ہجوم کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اور اسے دبانے کے لئے بھی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

امتناع شراب

طلوع اسلام کی ایک سابقہ اشاعت میں ہم صدق (لکھنؤ) کے حوالے سے یہ خبر شائع کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں قمار بازی پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں اور اس طرح اس سیکولر حکومت نے قمار بازی کی اس لعنت کی روک تھام کے لئے پہلا قدم اٹھایا ہے۔ اب اسی اخبار کی ۱۸ نومبر کی اشاعت میں یہ خبر ہمارے سامنے آتی ہے۔ کہ ہندوستان کی شراب بندی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حکومت سے سفارش کی ہے کہ یکم اپریل ۱۹۵۸ء سے سارے ملک میں شراب قطعاً ممنوع قرار دیدی جائے۔ اور دوسرے نشے مثلاً افیون اور بھنگ پر بھی پابندی لگا دی جائے۔ کمیٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس دوران میں (جب تک شراب کامل طور پر ممنوع قرار نہ دے دی جائے) ہوٹلوں، کلبوں، چائے خانوں، سینما گھروں اور پارٹیوں میں کھلم کھلا شراب نوشی قطعاً بند ہو جانی چاہیئے۔

ہمیں بار بار یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ اس ملک میں تو یہ کچھ ہو رہا ہے۔ اور ہمارے ہاں ان فواحشات کا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہاں کوئی لیڈر ایسا نہیں جس کی زبان پر خدا اور رسول نہ ہو اور جو لوگوں کو اسلامی اصولوں کی پابندی کی تلقین نہ کرتا ہو۔ کس قدر بُعد ہے ان لوگوں کی تقریروں اور سیاسی فیصلوں میں!!

اسلامی معاشرت

قیمت
دو روپے

فلیوری ٹی کمپنی

ہم نے سلہٹ اور چاٹاگانگ کے باغیچوں سے عمدہ اور خوشبودار چائے کے منگوانے کا خاص بندوبست کیا ہے۔

ضرورتمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں

فلیوری ٹی کمپنی

محمد فیروز اسٹریٹ۔　جوڑیا بازار　کراچی

فون ۳۲۸۱۹　ٹیلیگرام KASHMIRTEA

بزم طلوع اسلام

راولپنڈی

خواجہ مقبول محمود فرحت ترجمان بزم طلوع اسلام راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں کہ ہماری بزم نے ایک بورڈ کی تشکیل کی ہے جس کا مقصد صحیح امام بخاری کی جانچ پڑتال ہوگا۔ جو غیر قرآنی اور عقل کے منافی احادیث کی نشان دہی کرے گا۔

(۲) لائبریری بخوبی چل رہی ہے۔ بیرونی سفراء کو خطوط بھیجے گئے ہیں کہ وہ بھی دارالمطالعہ کو اپنا شائع شدہ لٹریچر بھیجا کریں۔

(۳) خریداران طلوع اسلام راولپنڈی سے رابطہ پیدا کیا جا رہا ہے۔

(۴) "مسئلہ خلافت" اور "پیغام حیات" کی ایک ایک کاپی تمام بزمہائے طلوع اسلام کو بھیجدی گئی ہے۔

(۵) ایک انجمن ربانیین بھی قائم کر لی گئی ہے۔ دیگر مقاصد کے علاوہ اس انجمن کا ایک مقصد یہ بھی ہوگا کہ مستحق اور ضرورتمند ممبران کو قرض حسنہ مہیا کیا جائے۔

کراچی

محمد یٰسین صاحب ترجمان بزم طلوع اسلام گولیمار کراچی تحریر فرماتے ہیں کہ ۷، ۱۴، ۲۱ اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اجتماع ہوئے جن میں لفظ قائم اور اس کی شکلیں زیر بحث رہیں۔ بتایا گیا کہ اس کے مفہوم میں ضروریات زندگی کو پورا کرنا بھی داخل ہے۔ دین القیم کے معنی وہ نظام زندگی جو ربوبیت کا فریضہ انجام دے۔

تفسیر بیان القرآن

قرآن پاک کا متن مع اردو ترجمہ بین السطور
از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

حاشیہ پر

تفسیر بیان القرآن و مسائل السلوک

عکسی بلاکوں کے ساتھ بارہ جلدوں میں چھپ رہی ہے
چھ جلدیں تیار ہو گئی ہیں۔ نمونہ کے صفحے مفت طلب فرمایئے

تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

ہما چھالیا

ڈو ٹکڑے ——— صاف خشک ——— پُرانے

(پیکٹوں میں خریدیئے)

تیار کردہ: محمد اصغر محمد یونس چھالیا والے ——— جونا مارکیٹ ——— کراچی نمبر ۲

اندرونِ ہند

(۲)

(بسلسلۂ گذشتہ)

حیدرآباد دکن میں ہندوؤں کی شرارتیں

روزنامہ پاسبان ڈھاکہ

مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۵ء ہی کی اطلاع ہے کہ

"حیدرآباد کے مقام باسمہ میں فرقہ پرست ہندوؤں نے ۱۹۵۳ء سے شرارت کا جو سلسلہ جاری کیا ہے۔ وہ ہنوز جاری ہے۔ یہ لوگ بستی کے امن وسکون کو تباہ کرکے مسلمانوں کو ستانے کے درپے ہیں۔ لیکن یہاں پولیس کوئی توجہ نہیں دیتی۔ یہاں ایک قدیم عیدگاہ ہے شرارت پسندوں نے اس کی سیڑھیوں اور میناروں کو خاص طور سے تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ کبھی مینار توڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور کبھی سیڑھیوں کو اکھیڑنے کی۔ جامع مسجد کمیٹی مفسدین کی ان تمام حرکات کی اطلاع بروقت پولیس کو دیتی ہے۔ ساتھ ہی عیدگاہ کی سیڑھیوں اور میناروں کی مرمت بھی کرادیتی ہے۔ لیکن پولیس جو دوسرے معاملات میں بڑی مستعدی دکھاتی ہے۔ اس معاملہ میں کوئی کارروائی نہیں کرتی۔

کلکتہ کے مسلمانوں میں خوف وہراس

روزنامہ پاسبان ڈھاکہ

مورخہ ۸ر اکتوبر کی اطلاع ہے کہ

"یہاں کل سے درگا پوجا کی مورتیاں سجائی جارہی ہیں پوجا کے سلسلہ میں ہندو ہر جگہ تیاریوں میں مصروف ہیں۔ شہر کی گلی، کوچے۔ عام شاہراہوں اور پارکوں میں مورتیاں بٹھلانے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ نوجوانوں کا طبقہ پوجا کے تہوار کی خوشی میں پاگلوں کی طرح گشت لگا رہا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں اور مخصوص محلوں میں سمٹے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں میں تہوار کی مستی کے باعث ہر لمحہ فرقہ وارانہ حملہ کا خطرہ ہے۔ گذشتہ چند دنوں سے مسلمانوں سے زبردستی چندہ وصول کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ بیچارے کمزور اور غریب مسلمان اکثریت کے دباؤ میں آکر ہراس ٹولی کو چندہ دے رہے ہیں۔ جو ان کے پاس آرہی ہے۔ کئی مقامات پر بار بار چندے کے مطالبے سے انکار کرنے پر مسلمان دکان داروں کو دوکان لوٹنے کی دھمکی بھی دی گئی ہے۔ کسی مسلمان کی طرف سے اگر چندہ دینے میں سستی کی جاتی ہے تو ترک وطن کرکے پاکستان چلے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ الغرض پوجا کے دوران کلکتہ کے مسلمان ڈرے ہوئے ہیں، سہمے ہوئے ہیں۔ اور ان کی سراسیمگی کی خاص وجہ یہ ہے کہ ۱۹۵۰ء میں کلکتہ کے فسادات کا آغاز سرسوتی پوجا کے چندہ کی وصولی سے ہی کیا گیا تھا۔"

رتلام کے مسلمانوں پر مظالم

روزنامہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۵ر اکتوبر

کی اطلاع ہے کہ

"رتلام میں ۱۱ر اکتوبر کو جو فساد ہوا تھا۔ اس کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تاریخ کو برہمن بورڈنگ نیوروڈ پر دنگل کے بعد شام کو سات بجے دو مسلم پہلوانوں میں اختلافی گفتگو اور ہتھاپائی ہوئی۔ لیکن اس موقعہ سے فائدہ اٹھاکر ایک بدنام فرقہ پرست نے جو سناتن دھرموں اور جین دھرموں کے مورتی کے اختلافات کے سلسلہ میں شہر میں ہڑتال کرانے کے لئے مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہا تھا۔ پولیس کو فون کیا کہ شہر میں ہندو مسلم بلوہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ لٹھ بند پولیس سراسیمہ میں پہونچ گئی۔ کیونکہ بالکل امن تھا۔ اس لئے پولیس کی آمد کو احتیاطی اقدام تصور کیا گیا۔ دوسرے دن نعمانی منڈی میں کمال خاں اور غنی خاں پر پولیس کے مظالم کی اطلاع ملی۔ اسی طرح پولیس نے کچھ اور لوگوں کو گرفتار کیا۔ دوسرے شہر کے ایک دوسرے حصے میں پولیس ایک مسجد میں جوتوں سمیت داخل ہوئی۔ جب اس کو روکا گیا تو پولیس والوں نے سختی کا برتاؤ کیا جن لوگوں کو زدوکوب کیا گیا تھا۔ ان کا طبی معائنہ نہیں ہونے دیا گیا۔ ۱۳ر اکتوبر کی شام کو گرفتار شدگان کو دو دو سو روپے کی ضمانت پر رہا کرکے ان کو پھر گرفتار کرلیا گیا۔ دوسرے مقدمے کے تحت پانچ پانچ سو روپے کی ضمانت لی گئی۔ مسلمانوں نے ضلع کانگریس کے کارکنوں کو اپنی مظلومیت کی درخواستیں دیں۔ چنانچہ ڈاکٹر دیوی سنگھ صدر کانگریس اور جناب دیوی چند بھاٹیہ اور دیگر کانگریسی کارکنوں نے امداد دے کر ان لوگوں کو رہا کرادیا۔ تمام حالات دیکھے۔ اور فوٹو لئے گئے۔ اور صوبائی وزراء کو تار دیئے گئے۔"

سب کے سب غنڈے

معاصر ہفتہ وار "ہماری آواز" کانپور کی اطلاع ہے کہ

"مدھیہ بھارت میں ستنا کے مقام پر ۲۶ر ستمبر کو جن سنگھ کے زیراہتمام منعقدہ ایک جلسہ عام میں مسٹر حکم چند نے یہ عظیم الشان اور اہم انکشاف کیا کہ "شہر میں تین قسم کے غنڈے موجود ہیں (۱) مسلمان غنڈے (۲) ہندو غنڈے جو مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں (۳) حکومت کے وہ افسر جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ مسلمان مولا بخش اور غلام غوث جیسے نام کیوں رکھتے ہیں؟ انھیں رام غلام اور مولا رام نام رکھنے چاہئیں انھیں رام نام سے محبت ہونی چاہیئے۔ ورنہ ان کے لئے بھارت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔" کاندھوں سے باہر پڑی ہوئی زبان اور جن سنگھی تہذیب کا کمال ہے صاحب، بھلا اس فراٹے دار طمطراق کے سامنے کون بھلا آدمی زبان کھول سکتا ہے، ارشادات ہیں، احکام ہیں، لوگوں کو سننے ہی پڑتے ہیں حکومت کی پولیس اور حاکموں نے تو جیسے جن سنگھیوں سے کان کٹا رکھے ہیں، اسے وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے جو چاہتے ہیں کہتے اور کرتے پھرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ قانون ان کے مقابلہ میں حرکت میں آتے ہوئے سو طرح کی اونچ نیچ سوچتا ہے۔ غنڈوں میں مسلمان کے ساتھ ہندوؤں اور سرکاری افسروں کو شاید مساوات اور یکجہتی کے لحاظ سے شامل کرلیا۔ ورنہ اس سے پہلے تو مسلمان ہی غنڈے سمجھے جاتے تھے۔ سوچا ہوگا کہ غنڈہ پن کے فیضان کو وسعت دے کر جن سنگھیوں کے لئے شرافت خاص کیوں نہ کرلی جائے۔ منصوبہ برا نہیں، ہندوستان ایسے وسیع ملک میں شریفوں کا کال نہ ہونا چاہیئے۔ اگر وہ لوگ سیوک سنگھیوں کے روپ میں نہ ہوں تو جن سنگھیوں کی شکل میں تو ہوں، شہر، صوبہ یا ملک میں سب کے سب غنڈے تو اچھے بھی نہ معلوم ہوں گے۔ رہا یہ کہ اس شرافت کے خدوخال اور اس کا معیار کیا ہوگا، یہ تو کوئی جن سنگھی لیڈر ہی جانے۔

اردو داں افراد پر ڈاکخانہ کی ملازمت کے دروازے بند

روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۵ء نقل کرتا ہے کہ

"حکومت ہند کے محکمہ ڈاک وتار بہار سرکل کا ایک اشتہار پٹنہ کے ایک روزنامہ میں جو زبان انگریزی شائع ہوتا ہے چھپا ہے۔ اس میں بعض اسامیوں کے لئے امیدواروں سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ صرف ہندی اور سنسکرت دو زبانیں ایسی ہیں جنہیں سرکار نے صوبہ بہار میں علاقائی زبانیں تسلیم کیا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ امیدوار ان زبانوں سے آگاہ ہوں۔ روزنامہ الجمعیتہ دہلی نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اردو بھی صوبہ بہار کی علاقائی زبان ہے۔ اسے ریاست (صوبہ) کے طول وعرض میں بولا اور سمجھا جاتا ہے۔ محکمہ کو منافقت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ صاف کہ دینا چاہیئے کہ اردو جاننے والے افراد ملازمت کے قابل نہیں سمجھے جائیں گے۔ سنسکرت ایک ایسی زبان ہے جسے سارے ہندوستان میں محدودے چند انسان سمجھ سکتے ہیں۔ اس زبان کو جاننے والے امیدوار کہاں سے مل سکیں گے؟

ملازمتوں کے دروازے بند

معاصر روزنامہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۵۵ء اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے کہ

واقعہ یہ ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور دوسرے تعلیمی اداروں سے فارغ شدہ مسلم طلباء برسوں ملازمتوں کے لئے دھکے کھاتے ہیں، درخواستوں پر درخواستیں دیتے ہیں، سرکاری دفتروں کا طواف کرتے ہیں، مگر کوئی انہیں جھوٹے منہ کو بھی نہیں پوچھتا، آخر مرتا کیا نہ کرتا ان میں سے بعض پاکستان کی راہ لیتے ہیں اور باقی فاقہ کشی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں

عالمِ اسلامی

مراکش میں سلطان ابن یوسف کی واپسی سے حالات میں ابھی تک وہ خوشگوار تبدیلی نہیں آئی جس کی توقع کی جاتی تھی۔ تعجب ہے کہ وطن پرستوں کے مظاہرے پھر شروع ہو گئے ہیں۔ اور ہنگامہ کشت و خون برپا ہو گیا ہے۔ بعض جگہ تو ہنگامے سلطان کے حامیوں اور مخالفوں کے مابین ہوئے ہیں۔ لیکن اکثر ہنگاموں کا نشانہ فرانس ہے۔ ان دنوں ریف کے پہاڑوں میں پھر سے نمایاں سرگرمی دکھائی دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان پہاڑوں میں قیادت محمد خیوشی نے سنبھال لی ہے۔ جو ہند چینی میں ڈین بین فو میں فرانسیسی فوج کی طرف سے لڑ چکا ہے۔ وہ لڑائی میں اشتراکیوں کے قبضہ میں آگیا تھا۔ اور بعد میں رہا ہو کر ریف میں پہونچ گیا۔ واضح رہے کہ ڈین بین فو ہند چینی میں فرانس کی شکست کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اس سے ریف کی نئی سرگرمیوں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان ہنگاموں کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی۔ بظاہر اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مراکش میں ایسے عناصر کی کمی نہیں جو آزادی سے کم درجہ پر قناعت کے لئے تیار نہیں۔ سلطان فرانس سے جو مذاکرات شروع کریں گے۔ وہ داخلی خودمختاری کی اساس پر ہوں گے۔ مکمل آزادی کی اساس پر۔ بہرحال سلطان اپنے وزیر اعظم کی تلاش میں مصروف ہیں وہ دونوں قابل ذکر پارٹیوں یعنی استقلال اور آزاد جمہوری پارٹی سے گفتگو کر چکے ہیں۔ انھوں نے بقائی کو وزیر اعظم نامزد کیا ہے۔ اور اب وہ متعلقہ پارٹیوں سے وزارت سازی کی گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ اس میں کہاں تک کامیاب ہوں گے اور نئی حکومت بن گئی تو وہ کس حد تک ہنگاموں پر قابو پا سکے گی۔ اس کا جواب چند دنوں تک مل جائے گا۔

روس کو مصر کو اسلحہ مہیا کر کے مشرق وسطیٰ میں قدم جمانے اور توازن قوی کو درہم برہم کرنے کا جو موقع ملا ہے۔ اس کا وہ پورا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسلحہ تیس دنوں کے اندر مصر میں لا کر ڈھیر کر دے۔ تاکہ اقوام مغرب اور مصر دونوں کو اپنے رویوں پر نظرثانی کا موقع نہ مل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مصر اور اس کے حامی عرب ممالک سے تجارتی روابط پیدا کئے جا رہے ہیں۔ کرنل ناصر کو بلغاریہ آنے کی دعوت دی گئی ہے جسے انھوں نے منظور کر لیا ہے۔ اس سے پہلے انھوں نے رومانیہ، ہنگری پولینڈ اور روس جانے کی دعوتیں منظور کی ہوئی ہیں۔ گویا کرنل ناصر بالکل پنڈت نہرو کے قدم بہ قدم جا رہے ہیں۔ ان دوروں سے کرنل ناصر کے لئے سیر و سفر کا میدان تو بہت وسیع ہو جائیگا۔ لیکن اس سے کمیونزم کے لئے بھی دروازے چوپٹ کھل جائینگے کاش مصر ان نتائج کو ابھی سے بھانپ سکے۔ اور اپنے فیصلہ پہ نظرثانی کر سکے۔ روسی قائدین نہرو کے بعد مسلمانوں پر خصوصیت سے ملتفت ہیں۔ انھوں نے کرنل ناصر کو اپنے ہاں مدعو کیا تو خود ہندوستان کے دورے کے بعد افغانستان جائیں گے۔ کرنل ناصر ماسکو جائیں یا مارشل بلگانن اور کروشیف کابل آئیں نتیجہ ایک ہی ہوگا۔ یعنی مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جائے گا۔ اور انھیں اپنے مقاصد مشئومہ کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ ماسکو نئی دہلی محور اس مقصد کے لئے معرض وجود میں آ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ غنیمت ہے کہ شاہ سعود جو ہندوستان پہنچ چکے ہیں۔ انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر نہیں جائیں گے۔ پیشتر ازیں ان کے متعلق نئی دہلی سے یہ مشہور کر دیا گیا تھا کہ انھوں نے بخشی غلام محمد کی دعوت قبول کر لی ہے اس پر پاکستان میں خاصے اضطراب کا اظہار کیا گیا تھا

انڈونیشیا میں جو انتخابات ہوئے ہیں۔ ان کا ابھی تک مکمل نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ بہرحال اتنا یقینی نظر آتا ہے کہ صدر سوئیکارنو کی نیشنلسٹ پارٹی اول درجے پر آئی ہے۔ اس کے بعد مسجومی پارٹی کا نمبر آتا ہے۔ کیمونسٹ کوئی چوتھائی ووٹ حاصل کر سکے ہیں مسجومی پارٹی کے دوسرے نمبر پر آجانے سے کمیونسٹوں میں خاصا ہیجان پایا جاتا ہے کیونکہ یہ جماعت اسلامی سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا میلان مغرب کی طرف ہے۔ اس کے برعکس نیشنلسٹ پارٹی "غیر جانبدار" ہے اور وہ کمیونسٹوں سے تعاون بھی کرتی رہی ہے۔ چنانچہ ان دنوں کمیونسٹ بڑی سرگرمی سے مسجومی کے خلاف فضا پیدا کر رہے ہیں اور یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ جو مجلس دستور ساز وجود میں آئے وہ "شہری آزادی" اور "قومی حقوق" کا احترام کرے یعنی "اسلامی حکومت" نہ بنائے اور تجارت کے لئے روس اور روسی حلقہ کے ملکوں کی طرف بھی رجوع کرے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انڈونیشیا کمیونسٹ نہ بن سکے تو ان کا ہم سفر ضرور بن جائے۔ انتخابات کے نتائج سامنے آجانے پر انڈونیشیا کو ایک فیصلہ کن مرحلے سے گذرنا ہوگا۔ چونکہ اس کے بعد اس کا آئین بنے گا اس لئے خصوصی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ اگر وہ خدانخواستہ اسلام کو مملکت کی اساس

سو میں ننانوے

اشخاص ریاح باسوری، تبخیر معدہ (معدہ میں گیس پیدا ہونا) کے مریض ہیں۔ پاخانہ صاف نہ ہونا۔ تمام جسم میں درد، سر میں چکر، بھوک غائب، ہاضمہ خراب، طبیعت میں بےچینی، سینے میں جلن، خون میں کمی، نزلہ رہنا۔ اس مریض کی عام شکایات ہیں۔ اس مرض کا حب باسوری اور جوہر مصفیٰ (مکمل کورس) سے زیادہ زود اثر کوئی دوسرا علاج نہیں، یہ تمام شکایات کو دور کر کے تندرستی اور توانائی بخشتا ہے۔ قیمت مکمل کورس تین روپے آٹھ آنے

طبی و علمی ماہنامہ دردمند کراچی سالانہ چندہ ایک روپیہ بھیج کر خریدار بنئے۔

دردمند دواخانہ - فریر روڈ. کراچی فون نمبر ۳۵۴۲۱

ورزش یا ورزشی کھیل کی طرف صحیح میلان اسی وقت ہو سکتا ہے جب قویٰ جسمانی درست ہوں

شاہی عام کمزوری اور ضعف اعصاب کے دفعیہ کے لئے نہایت مفید ہے۔
شاہی معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے ہاضمہ کو قوی کرتی اور جسم میں بکثرت خون صالح پیدا کرتی ہے۔
شاہی کسل و ماندگی، اختلاج، قلب جریان کی دافع ہے۔

ہر اسٹور سے مل سکتی ہے

تیار کردہ:- طبی دواخانہ نیپئر روڈ کراچی نمبر ۲

فردوس گم گشتہ

جناب پرویز کے ان مضامین کا مجموعہ جنہوں نے قوم کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا ہے۔ مفہوم کے علاوہ اگر خالص ادبی نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھئے تو اردو زبان کی بہت کم کتابیں اس پایہ کی دکھائی دینگی۔

بڑا سائز۔ ضخامت قریب چار سو صفحات کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید جلد مضبوط۔ گرد پوش حسین۔
قیمت چھ روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

سلیم کے نام خطوط

ان خطوط میں ملت کے اس نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کو مخاطب کیا گیا ہے جو مشرق و مغرب کے تصادم کے بعد ملوکیت کے وضع کردہ غلط مذہبی تصورات سے متنفر ہوتے ہوتے اسلام اور اسکے سرچشمۂ حیات قرآن ہی سے ہاتھ دھو چلا تھا۔ عقائد و نظریات جیسے خشک اور نازک مسائل پر اس عمدگی سے بحث کیگئی ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم کسی خشک فلسفیانہ بحث کو پڑھ رہے ہیں۔ باتوں باتوں میں وہ دقیق اور معرکہ آرا مسائل حل کرکے رکھ دئے گئے ہیں جنہیں ضخیم مجلدات میں بھی حل نہیں کیا جاسکا تھا۔ یہ خطوط ملک کے گوشہ گوشہ سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ قرآن کی روشنی اور محترم پرویز صاحب کا بصیرت افروز قلم۔ بڑا سائز ضخامت سوا چار سو صفحات۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید گرد پوش مصور مشرق جناب چغتائی کے قلم کا حسین مرقعہ۔ قیمت چھ روپے علاوہ محصولڈاک۔

اسلامی نظام

اسلامی مملکت کا بنیادی اصول کیا ہے اور اسلامی نظام کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ اسکے جواب میں محترم پرویز صاحب اور علامہ اسلم جیراجپوری کے مقالات جنہوں نے فکر و نظر کی نئی راہیں کھولدی ہیں۔ قیمت دو روپے۔

اسباب زوال امت

مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا مرض کیا ہے اور علاج کیا۔

ضخامت ۱۵۰ صفحات قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

قرآنی دستور

اس میں پاکستان کیلئے قرآنی دستور کا خاکہ دیا گیا ہے اور حکومت علماء اور اسلامی جماعت کے مجوزہ دستوروں پر تنقید کی گئی ہے۔

ضخامت دو سو چوبیس صفحات
قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

اسلامی معاشرت

مسلمان کے عادات و اخلاق کا خاکہ رہنے سہنے کا ڈھنگ۔ سرکاری ملازمین کے فرائض و واجبات انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر اسلوب قرآنی آئینے میں۔

ضخامت ۱۹۲ صفحات قیمت دو روپے۔

ناظم ادارہ طلوع اسلام - پوسٹ بکس نمبر ۷۳۱۳ - کراچی - ۳

November 3rd, 1955, TOLU-E-ISLAM, KARACHI. Regd. No. S. 1088.

انسان نے کیا سوچا

کائنات

کس طرح وجود میں آگئی - مادہ کیا ہے - زندگی کیا ہے - شعور کیا ہے - انسانی ذات کسے کہتے ہیں - زمان و مکان سے کیا مفہوم ہے - انسانی زندگی کا مقصود کیا ہے -

اخلاقیات

سے مراد کیا ہے - حق و باطل کا معیار کیا ہے - خیر کسے کہتے ہیں - شر کیا ہے - ضمیر کی آواز سے کیا مفہوم ہے - کیریکٹر کیا ہوتا ہے - جبر و قدر سے کیا مراد ہے - فطرت انسانی کیا ہے -

سیاسیات

کن امور سے متعلق ہے - حکومت اور مملکت کے مختلف نظریئے - نیشنلزم نے کیا کیا ھے - جمہوریت کامیاب رهی ہے یا نا کام -

معاشیات

اس مسئلہ نے اتنی اهمیت کیوں حاصل کرلی ہے - عهد قدیم میں روٹی کے مسئلہ کا حل - عهد حاضر کی مشکلات - سرمایہ داری کسے کہتے ھیں - اشترا کیت کیا ہے - یہ کب شروع هوئی تھی - اس کا مستقبل کیا ہے -

تہذیب فرنگ

کے ترکیبی عناصر کیا ہیں - اس کے ثمرات کیا ہیں - کیا اهل مغرب اس سے مطمئن ہیں -

فردوس گم گشتہ

مفکرین یورپ کس قسم کا معاشرہ چاہتے ہیں - ایسا معاشرہ کیوں نہیں بن سکتا -

مذهب

دنیا کے ائمہ فکر کس مذہب کی تلاش میں ہیں - وہ سب آسمان کی طرف کیوں تک رہے ہیں -

یہ ہیں ان متعدد سوالات میں سے چند ایک جن کا جواب، افلاطون سے لیکر رسل تک کی زبان سے اس عظیم تصنیف میں ملیگا جس کا نام ہے -

انسان نے کیا سوچا

کتاب عنقریب شائع هورهی ہے - چونکہ یہ نہایت بلند پایہ علمی کتاب ہے اس لئے محدود تعداد میں چھپوائی گئی ہے - اپنی فرمائش رجسٹر کرالیجئے -

ناظم ادارہ طلوع اسلام - پوسٹ بکس نمبر ۳۱۳ - کراچی - ۳

Title Printed at Mueid Art Press, Thathai Compound, Bunder Road, Karachi. Text at Jawed Press, McLeod Road, Karachi. Published by Khurshid Alam from Tolu-e-Islam Office, 207/A, P. E. C. H. Society, Karachi.
Editor: KHURSHID ALAM